(گیارھواں شمارہ)

انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

گوہرِ حکمت

سیرتِ امام حسن عسکری علیہ السلام

(اقتباس از احسن المقال ترجمہ منتہی الآمال) مؤلف: شیخ عباس قمیؒ

التماس سورۃ الفاتحہ برائے مرحوم ولایت حسین اے وی ڈی

Green Island Publications
(A Project of GIT®)
Karachi - Pakistan

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہرِ حکمت (گیارہواں شمارہ)

سیرتِ امام حسن عسکری علیہ السلام

ناشر: گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	گوہرِ حکمت۔ سیرت امام حسن عسکری علیہ السلام
تألیف	:	ثقۃ المحدثین شیخ عباس قمی
تصحیح و ترتیب	:	گروہ علماء
کمپوزنگ	:	سیّد شاہ میر شاہ
تاریخ اشاعت	:	جمادی الاول ۱۴۳۷ھ
پیشکش	:	گرین آئی لینڈ یوتھ فورم (GIYF)
ناشر	:	گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خَيْرُ إِخْوَانِكَ مَنْ نَسِيَ ذَنْبَكَ وَذَكَرَ إِحْسَانَكَ إِلَيْهِ

تمہارا بہترین (دینی) بھائی وہ ہے جو اپنے بارے میں تمہاری خطاؤں کو بھول جائے اور اپنے اوپر تمہاری نیکیوں کو یاد رکھے۔

(بحار الأنوار، جلدی ۷۵، ص ۳۷۹)

التماسِ سورۂ فاتحہ

- مرحوم یوسف ابن محمد علی راجن
- ورتیج والا فیملی کے مرحومین
- مٹھانی فیملی کے مرحومین
- مرحومہ فیروزہ بانو بنت بچو بھائی
- عبداللہ احمد ویرانی فیملی کے مرحومین
- مرحوم سید شمیم عباس اور ان کے مرحومین
- مرحوم شیر علی ابن نور محمد پیر بھائی
- جعفر علی ہیمانی کے مرحومین
- مرحومہ زرینہ بانو کرم علی مدہاوجی
- مرحومہ سکینہ بائی زوجہ عبدالحسین راجانی
- مرحومہ اقصاء زہراء پیرانی
- مرحومہ مہر النساء روحانی
- چارانیا فیملی کے مرحومین
- مرحوم سید عزادار حسین ابن سید محمد محسن
- مرحومہ شیرین بنت پیر بھائی کانجی زوجہ شیر علی پیر بھائی
- مرحوم غلام عباس ابن قاسم علی فرشتہ
- پونا والا فیملی کے مرحومین
- محمد لدھا کھوجی فیملی کے مرحومین
- مرحومہ سکینہ زوجہ حسین علی وکیل
- مرحوم احمد علی ابن غلام محمد ہیمانی
- حاجی رضا علی جان محمد بادامی فیملی کے مرحومین
- مرحوم عبدالحسین الہ دین راجانی
- مرحوم یوسف علی وزیر علی روحانی
- مرحوم قاسم علی محمد علی لیلانی
- مرحوم علی رضا باقر علی جیسانی
- مرحومین پیرانی فیملی
- پنجوانی فیملی کے مرحومین
- راشد فیملی کے مرحومین
- مرحومہ سلطانہ صابر بنت سید صابر حسین زیدی
- مرحومہ معصومہ بنتِ وزیر علی روکڑیا زوجہ امیر علی لادی والا
- مرحومہ ممتاز بانو بنت عبدالحسین راجانی زوجہ اقبال علی لیلانی

فہرست

پیش لفظ 5

سیرت امام حسن عسکری علیہ السلام ۶

پہلی فصل: امام حسن عسکری علیہ السلام کی ولادت ۶

دوسری فصل: امام علیہ السلام کے مختصر مکارم اخلاق اور نادر حالات ۸

تیسری فصل: امام علیہ السلام کے دلائل امامت ۲۰

چوتھی فصل: امام علیہ السلام کے بعض اقوال ۳۳

پانچویں فصل: امام علیہ السلام کی شہادت ۳۵

چھٹی فصل: امام علیہ السلام کے چند اصحاب ۴۷

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تاکہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم کی خواہش ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوقِ مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی و کوشش ضرور کی جائے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بار شیخ المحد ثین شیخ عباس قمی کی کتاب منتہی الآمال سے امام حسن عسکری علیہ السلام کی سیرت کے حصے کو سلیس ترجمے کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ مطالعہ میں غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے آخر میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

کمسن نوجوانوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے کم از کم ۱۲ سال کی عمر تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پروگرام میں شمولیت کا اہل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ہٹا کر ہر عمر کے مرد و خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

برادران ارجمند قبلہ مولانا مصطفیٰ علی وکیل، مولانا قمر علی لیلانی اور مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی صاحبان کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

غلام رضا روحانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت امام حسن عسکری علیہ السلام

(از: منتہی الآمال)

پہلی فصل

امام حسن عسکری علیہ السلام کی ولادت:

آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ ہجری میں مدینہ طیبہ میں ہوئی، البتہ دن کے تعین میں اختلاف ہے۔ علامہ مجلسی کے مطابق زیادہ مشہور یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی ولادت کا دن آٹھ ماہ ربیع الثانی ہے جب کہ بعض نے اس ماہ کی دس تاریخ کہی ہے اور بعض نے چار کی رات کہی ہے۔ شیخ حُر عاملیؒ نے اس اختلاف کی طرف اپنی تاریخ میں یہ کہہ کر اشارہ فرمایا ہے:

مَولِدُهُ شَهْرُ رَبِيعِ الْآخِرِ
وَذَاكَ فِي الْيَوْمِ الشَّرِيفِ الْعَاشِرِ
فِي يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَقِيلَ الرَّابِعُ
وَقِيلَ فِي الثَّامِنِ وَهُوَ شَايِعٌ

ترجمہ: آپ علیہ السلام کی ولادت ربیع الثانی کی دس تاریخ پیر کے دن ہوئی اور بعض نے چار کہا اور بعض نے آٹھ کہا ہے جو کہ مشہور ہے۔

آپ علیہ السلام کا اسم مبارک حسن علیہ السلام اور کنیت ابو محمد علیہ السلام ہے اور آپ علیہ السلام کے زیادہ مشہور القاب زکی اور عسکری ہیں۔ حضرت علیہ السلام کو، اسی طرح آپ علیہ السلام کے والد اور دادا، سب کو ''ابن الرضا'' کہا جاتا تھا۔ آپ علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش ''سُبْحَانَ مَنْ لَهُ مَقَالِيْدُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ'' اور ایک قول یہ ہے کہ ''أَنَا لِلّٰهِ شَهِيْدٌ'' تھا اور آپ علیہ السلام کی تسبیح مہینہ کی سولہ اور سترہ تاریخ میں ہے، اور وہ تسبیح یہ ہے۔

''سُبْحَانَ مَنْ هُوَ فِيْ عُلُوِّهِ دَانٍ وَفِي دُنُوِّهِ عَالٍ وَفِيْ
اِشْرَاقِهِ مُنِيْرٌ وَفِيْ سُلْطَانِهِ قَوِيٌّ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ''

آپ علیہ السلام کی والدۂ ماجدہ:

آپ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا نام ''حُدَیث'' تھا اور ایک قول ہے کہ ''سُلیل'' تھا اور انہیں ''جدّہ'' کہتے تھے۔ وہ نہایت پاکیزہ، باوَرَع و تقویٰ تھیں۔ جنات الخلود میں ہے کہ وہ اپنے علاقے کی شہزادی تھیں اور ان کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد شیعیان علی علیہ السلام کے لئے پناہ گاہ اور دادرس کی حیثیت رکھتی تھیں۔ مسعودی نے اثبات اُلوصیۃ میں عالم علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ جس وقت امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ سُلَیل، امام علی نقی علیہ السلام کے بیت الشرف میں تشریف لائیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا سُلَیل ہر آفت و برائی اور پلیدگی و نجاست سے دور کردی گئی ہیں۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اس مُخدّرہ سے فرمایا کہ خداوند عالم آپ کو اپنی مخلوق پر اپنی حجت عطا فرمائے گا، جو زمین کو عدل و انصاف سے پُر کرے گا جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے پُر ہوگی۔ پھر مسعودی کہتے ہیں کہ ان مخدّرہ کو مدینہ طیبہ میں حمل ٹھہرا اور امام حسن عسکری علیہ السلام ۲۳۱ھ ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے، اس وقت امام علی نقی علیہ السلام کا سن مبارک سولہ سال اور چند ماہ تھا اور حضرت علیہ السلام کے ساتھ ہی ۲۳۶ھ ہجری میں آپ علیہ السلام عراق کی طرف گئے، جب کہ آپ علیہ السلام کا سن مبارک چار سال اور کچھ ماہ تھا۔

مؤلف کہتا ہے کہ حضرت ہادی علیہ السلام کے حالات کے ذیل میں سید محمدؒ کے تذکرہ کے دوران حضرت ہادی علیہ السلام کی طرف سے امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کی نصوص بیان ہو چکی ہیں۔

دوسری فصل

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے مختصر مکارم اخلاق اور نوادر حالات کا تذکرہ:

اس میں چند روایات ہیں:

پہلی روایت:

شیخ مفیدؒ اور دیگر علماء نے روایت کی ہے کہ جس زمانے میں صالح بن وصیف نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو قید کر رکھا تھا، بنی عباس اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ان پر تنگی اور سختی کرو اور انہیں آسانی نہ دو۔

صالح کہنے لگا: میری سمجھ نہیں آتا میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے انہیں اپنے پاس موجود دو بدترین افراد کے سپرد کیا جن میں سے ایک کا نام علی بن یارمش ہے اور دوسرے کا اقتامش اور اب وہ دونوں صاحبِ نماز و روزہ ہو چکے ہیں اور عبادت کے مقامِ عظیم پر پہنچ گئے ہیں۔ پھر اس کے حکم پر ان دونوں افراد کو لایا گیا تو اس نے انہیں سرزنش کی اور کہنے لگا، وائے ہو تم پر تمہارا اس شخص کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟

وہ کہنے لگے ہم اس شخص کے حق میں کیا بتائیں جو دِنوں کو روزے رکھتا ہے اور راتوں کو صبح تک عبادت میں مشغول رہتا ہے۔ جو کسی سے بات نہیں کرتا اور عبادت کے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہیں ہوتا۔ جس وقت ہم پر نظر کرتا ہے تو ہمارے بدن اس طرح کانپنے لگتے ہیں کہ گویا ہم اپنے نفس کے مالک نہیں رہتے اور اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتے۔ جب بنو عباس نے یہ سنا تو انتہائی ذلت اور بدترین حالت میں اس کے پاس سے واپس چلے گئے۔

مولّف فرماتے ہیں کہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علیہ السلام کا بیشتر وقت قید میں گذرا۔ آپ علیہ السلام لوگوں کے ساتھ میل جول نہیں رکھ سکتے تھے اور ہمیشہ عبادت میں مشغول رہتے جیسا

کہ بعد کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے۔

مسعودی روایت کرتا ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام تھوڑے سے اپنے خاص دوستوں کے علاوہ زیادہ تر شیعوں سے مخفی رہتے تھے۔اسی طرح جب امر امامت امام حسن عسکری علیہ السلام تک پہنچا تو آپ علیہ السلام خواص اور غیر خواص سب کے ساتھ پس پردہ گفتگو کرتے سوائے ان اوقات کے جب سوار ہو کر بادشاہ کے مکان پر جاتے۔امام علیہ السلام اور ان سے پہلے ان کے والد بزرگوار کا یہ عمل حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی غیبت کا مقدمہ تھا تا کہ لوگ اس چیز سے مانوس ہو جائیں اور غیبت سے انہیں وحشت نہ ہو اور حجاب اور اخفاء کی عادت جاری ہو جائے۔

دوسری روایت:

روایت ہوئی ہے کہ جس وقت معتمد نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو علی بن حزین کے پاس قید رکھا اس وقت ان کے ساتھ ان کے بھائی جعفر کو بھی قید کیا گیا۔معتمد ہمیشہ علی بن حزین سے آپ علیہ السلام کے حالات پوچھتا رہتا اور علی ہمیشہ جواب میں یہی کہتا کہ آپ علیہ السلام دنوں کو روزہ رکھتے اور راتوں کو نماز میں مشغول رہتے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن اس نے حالات پوچھے اور علی نے وہی جواب دیا تو معتمد نے کہا کہ اسی وقت ان کے پاس جاؤ اور انہیں میرا سلام پہنچاؤ اور ان سے کہو کہ آپ علیہ السلام سلامتی کے ساتھ اپنے گھر آجائیں۔

علی بن حزین کہتا ہے کہ میں زندان کی طرف گیا تو دیکھا کہ زندان کے دروازے پر ایک گدھا جس پر زین کسی ہوئی ہے تیار کھڑا ہے، میں زندان کے اندر گیا تو دیکھا کہ حضرت بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے موزے، سبز چادر اور شہر کا مخصوص لباس جسے شاشہ کہتے ہیں پہنے ہوئے ہیں،یعنی زندان سے باہر نکلنے اور گھر جانے کے لیے اپنے آپ علیہ السلام کو تیار کیا ہوا ہے۔مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے میں نے اپنا پیغام پہنچایا۔

پھر آپ علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے امام علیہ السلام سے عرض کی: اے میرے سید و سردار! آپ علیہ السلام کیوں کھڑے ہیں؟ فرمایا: تا کہ جعفر بھی آجائے، میں نے عرض کیا کہ

معتمد نے مجھے صرف آپ علیہ السلام کی رہائی کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو ہم دونوں اکٹھے گھر سے باہر نکلے تھے، اب اگر میں واپس جاؤں اور وہ ساتھ نہ ہو تو تم سمجھتے ہو کہ کیا ہوگا۔

پس وہ شخص گیا اور واپس آ کر کہنے لگا کہ وہ کہتا ہے کہ میں جعفر کو آپ علیہ السلام کے خاطر رہا کرتا ہوں اور میں نے اسے اس خیانت اور تقصیر کی وجہ سے قید کیا تھا جو اس نے اپنی ذات پر اور آپ علیہ السلام پر وارد کی تھی اور ان باتوں کی وجہ سے جو اس سے سرزد ہوئی تھیں۔ پس جعفر آپ کے ساتھ گھر واپس آ گیا۔

تیسری روایت:

عیسیٰ بن صبیح سے روایت ہے کہ جس زمانے میں ہم قید تھے اسی دوران حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو بھی قید کیا گیا اور انہیں ہمارے ہی قید خانے میں لایا گیا۔ میں آپ علیہ السلام کو جانتا تھا اور آپ علیہ السلام سے شناسائی رکھتا تھا۔ آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تیری عمر پینسٹھ برس چند ماہ اور کچھ دن ہے۔ اتفاقاً میرے پاس ایک دعاؤں کی کتاب تھی جس میں میری تاریخ ولادت لکھی ہوئی تھی، جب میں نے اس کو دیکھا تو اسی طرح سے تھا جیسا آپ علیہ السلام نے خبر دی تھی۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے پھر فرمایا: خدا نے تجھے کوئی بیٹا دیا ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: خدایا! اسے ایک بیٹا عطا فرما جو کہ اس کا قوت بازو بنے اور بیٹا اچھا قوتِ بازو ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے اس سے متعلق یہ شعر کہا۔

مَن کَانَ ذَا وَلَدٍ یُدرِكُ ظَلَامَتَهُ
اِنَّ الذَّلِیلَ الَّذِیْ لَیسَتْ لَهُ عَضُدٌ

ترجمہ: جو شخص صاحب اولاد ہے وہ ظلم کا بدلہ لیتا ہے، بیشک ذلیل وہ ہے کہ جس کا کوئی قوت بازو نہ ہو۔

میں نے عرض کیا: آپ علیہ السلام کا کوئی بیٹا ہے؟ فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! عنقریب مجھے خداوند عالم ایک فرزند عنایت فرمائے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے پُر کرے گا، لیکن اس وقت میرا کوئی بیٹا نہیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے اس سے متعلق یہ دو اشعار فرمائے۔

لَعَلَّکَ یَوْماً اَنْ تَرانِی کَاَنَّما بَنِیَّ حَوالِیَّ الا سودُ اللَّوابِدُ
فَاِنَّ تَمِیْماً قَبْلَ اَنْ یَّلِدَ الْحَصٰی اَقَامَ زَمَاناً وَهُوَ فِیْ النَّاسِ وَاحِدٌ

ترجمہ: شاید تو مجھے ایک دن دیکھے کہ میرے بیٹے، میرے گرد ببر شیروں کی طرح سے ہیں۔ تمیم بھی حصٰی کے پیدا ہونے سے پہلے ایک زمانہ تک لوگوں میں اکیلا ہی رہا ہے۔

چوتھی روایت:

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو نحریر کے سپرد کر دیا گیا۔ نحریر آپ علیہ السلام پر سختی کرتا اور آپ علیہ السلام کو اذیت و تکلیف دیتا رہتا تھا۔ اس کی بیوی نے ایک بار اس سے کہا: اے شخص! خدا سے ڈر! کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے گھر کون شخص ہے؟ یہ کہہ کر اس خاتون نے حضرت عسکری علیہ السلام کے زہد و تقویٰ اور عبادت و جلالت کے اوصاف بیان کرنا شروع کیے اور کہنے لگی میں تیری اس بدسلوکی سے تیرے متعلق خوفزدہ ہوں۔ نحریر (لعین) کہنے لگا: خدا کی قسم! میں انہیں درندہ خانے میں شیروں اور درندوں میں پھینک دوں گا۔ پھر اس نے خلیفہ سے اس بات کی اجازت طلب کی جس پر خلیفہ نے اسے اجازت دے دی، پھر اس نے آپ علیہ السلام کو اس یقین کے ساتھ شیروں کے درمیان پھینک دیا کہ شیر آپ علیہ السلام کو کھا جائیں گے۔ اس کے بعد جب حضرت علیہ السلام کی حالت معلوم کرنے کے لئے نگاہ کی تو اس نے دیکھا کہ امام علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں اور درندے آپ علیہ السلام کے گرد احتراماً کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس نے حکم دیا کہ آپ علیہ السلام کو باہر لایا جائے اور آپ علیہ السلام کو پھر اس کے گھر لے جایا گیا۔

مولّف فرماتے ہیں کہ اسی معجزۂ عظیم کی طرف آپ علیہ السلام سے توسل کے لیے دن کی گیارہویں ساعت کی دعا میں اشارہ ہوا ہے۔ (...وَبِالْاِمَامِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ الَّذِیْ طُرِحَ لِلْسَّباعِ فَخَلَّصَتْهُ مِنْ مَرَابِضِهَا وَ امْتُحِنَ بِالدَّوَابِّ الصِّعَابِ فَذَلَّلَتْ لَهُ مَرَاكِبَهَا...).

ترجمہ: اور میں سوال کرتا ہوں امام حسن عسکری علیہ السلام کے وسیلے سے، وہ امام علیہ السلام کہ جنہیں درندوں کے

درمیان پھینکا گیا، پس سلامتی کے ساتھ تو انہیں درندوں کی جگہ سے باہر لے آیا اور جن کا امتحان ایک سرکش حیوان کے ذریعے کیا گیا جس کو تو نے ان کی سواری کے لئے رام کر دیا۔

اور اس فقرہ میں اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ خلیفہ مستعین باللہ کے پاس ایک سرکش خچر تھا، اس درجہ سرکش کہ کسی میں طاقت نہیں تھی کہ اسے لگام چڑھائے یا اس کی پشت پر زین کس دے یا اس پر سوار ہو سکے۔ اتفاقاً ایک دن حضرت علیہ السلام خلیفہ سے ملنے گئے تو وہ آپ علیہ السلام سے کہنے لگا کہ میں آپ علیہ السلام سے خواہش کرتا ہوں کہ آپ علیہ السلام اس خچر کے منہ میں لگام چڑھا دیں، اس کا مقصد یہ تھا کہ یا تو خچر رام ہو جائے گا یا وہ سرکشی کر کے حضرت علیہ السلام کو ہلاک کر دے گا۔

پس حضرت علیہ السلام اٹھے اور اپنا دست مبارک خچر کی پشت پر مارا تو اس جانور کے جسم سے پسینہ جاری ہوا اور وہ انتہائی پرسکون اور رام ہو گیا، پس حضرت علیہ السلام نے اس پر زین کسی اور اس کے منہ میں لگام چڑھائی اور اس پر سوار ہو کر کچھ دیر اسے مکان میں چلایا۔ مستعین کو اس چیز پر بہت تعجب ہوا اور اس نے وہ خچر آپ علیہ السلام ہی کو دے دیا۔

پانچویں روایت:

ابن شہر آشوبؒ نے ابوالقاسم کوفی کی کتاب ''تبدیل'' سے نقل کیا ہے کہ اسحاق کندی جو کہ عراقی فلسفی تھا، اس نے اپنے زمانے میں ایک کتاب ''تناقض القرآن'' کی تالیف شروع کی اور خود کو اس کام میں اتنا مشغول کر لیا کہ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور اپنے گھر میں رہتا اور ہمیشہ اسی کام میں مشغول رہتا، یہاں تک کہ اس کا ایک شاگرد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت علیہ السلام نے اس سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اتنا سمجھدار شخص نہیں جو تمہارے استاد کندی کو اس کام سے روکے جس میں اس نے اپنے آپ کو مشغول کر لیا ہے۔ وہ شاگرد کہنے لگا: ہم کس طرح اس پر اس امر میں یا کسی اور امر میں اعتراض کر سکتے ہیں؟ ہماری طرف سے یہ کام مناسب نہیں۔

حضرت علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں تمہیں کوئی طریقہ بتاؤں تو تم یہ کام کرو گے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: اس کے پاس جاؤ اور اس سے انسیت حاصل کرو اور اس کی محبت و لطف حاصل کرو اور اس طرح پیش آؤ کہ تم اس کے مونس و مددگار ہو جاؤ، جب تم دونوں میں انس پیدا ہو جائے تو اس سے کہنا کہ ایک مسئلہ میری نظر میں آیا ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ سے پوچھوں۔ جب وہ ہاں کہے تو پھر اس سے کہنا کہ اگر آپ کے پاس کوئی قرآن کے متعلق گفتگو و بحث کرنے والا آئے اور کہے کہ کیا یہ جائز و ممکن ہے کہ خداوند عالم نے اس کلام سے جو قرآن میں ہے، اس معنی کے علاوہ کسی اور معنی کا ارادہ کیا ہو جو تو نے گمان کیا ہے اور اسے قرآن کا معنی سمجھ لیا ہے۔ وہ جواب میں کہے گا: ہاں! جائز ہے، کیونکہ وہ ایک سمجھدار شخص ہے جو بات کو سنتا ہے اور اسے سمجھ لیتا ہے۔ جب وہ یہ کہے تو تم اس سے کہنا: قرآن کی کسی آیت میں جو معنی آپ نے اس سے لیا ہے اور اسے خدا کی مراد و مقصد سمجھا ہے، ممکن ہے خداوند عالم نے اس معنی کے سوا کوئی اور معنی مراد لیا ہو اور اگر ایسا ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے قرآن کو اس کے اصلی معنی کے علاوہ کسی اور معنی میں لیا ہے۔

وہ شاگرد اسحاق کندی کے پاس گیا اور اس سے دوستی بڑھائی یہاں تک کہ اس نے وہ سوال کندی کو پہنچا دیا جو حضرت علیہ السلام نے اسے تعلیم دیا تھا۔ کندی نے امام علیہ السلام کی جانب سے پیش کئے گئے سوال کو سن کر کہا: اس سوال کو دوبارہ بیان کرو۔ شاگرد نے دوبارہ اسے بیان کیا۔ کندی نے اس میں غور و فکر کیا تو اسے یہ بات سمجھ آ گئی کہ کہ فکر و لغت کے اعتبار سے دوسرے معنی لینا بھی جائز ہے اس بات کا بالکل احتمال ہے کہ اس سے کوئی دوسرا معنی مراد ہو۔ اس پر استاد نے کہا: میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ مجھے بتا یہ سوال تجھے کس نے تعلیم دیا ہے؟ وہ کہنے لگا: یہ بات میرے دل میں آئی تھی۔ استاد نے کہا: جیسا تو کہتا ہے ویسا نہیں ہے، کیونکہ یہ ایسا کلام نہیں جو تجھ سے ظاہر ہو، کیونکہ تو ابھی اس مرتبے پر نہیں پہنچا کہ اس مطلب کو پا سکے۔ مجھے بتا کہ تجھ سے یہ کس نے کہا؟ اس پر شاگرد نے کہا: امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔ کندی کہنے لگا: اب تو نے حقیقت حال کو بیان کیا ہے۔ اس قسم کے مطالب صرف یہی خانوادہ بیان کر سکتا ہے۔ پھر آگ منگوائی اور جو کچھ اس سلسلے

میں تالیف کر رہا تھا سب جلا دیا۔

چھٹی روایت: (محبت وولایت کا اثر)

علامہ مجلسیؒ نے ہمارے اصحاب کی بعض تالیفات سے علی بن عاصم کوفی سے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت علیہ السلام نے اسے ایک ایسی مسند دکھائی جس پر بہت سے انبیاء ومرسلین علیہم السلام تشریف فرما ہو چکے تھے اور اس پر ان کے قدموں کے نشانات بھی دکھائے، علی کہتا ہے کہ میں اس پر گر پڑا اور ان کے بوسے لئے اور حضرت علیہ السلام کے ہاتھوں کا بھی بوسہ لے کر عرض کیا کہ میں ہاتھوں سے آپ علیہ السلام کی نصرت و مدد کرنے سے قاصر ہوں اور میرے پاس سوائے آپ علیہ السلام کی مودت ودوستی کے اور آپ علیہ السلام کے دشمنوں سے بیزاری کے اور تنہائیوں میں آپ علیہ السلام کے دشمنوں پر لعنت کرنے کے کوئی عمل نہیں، پس میرا کیا حال ہوگا؟

حضرت علیہ السلام نے فرمایا: مجھ سے میرے بابا نے، انہوں نے میرے جد سے اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ہم اہل بیت علیہم السلام کی مدد کرنے سے قاصر ہو اور تنہائیوں میں ہمارے دشمنوں پر لعنت کرے تو خداوندِ عالم اس کی آواز تمام ملائکہ تک پہنچاتا ہے۔ پس جس وقت تم میں سے کوئی ہمارے دشمنوں پر لعنت کرے تو ملائکہ اسے اوپر لے جاتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں جو ان (دشمنوں) پر لعنت نہ کرے۔ پس جب اس کی آواز ملائکہ تک پہنچتی ہے تو وہ اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اس کی تعریف وثناء کرتے ہیں اور کہتے ہیں: خدایا! اپنے اس بندے کی روح پر رحمت نازل کر کہ جس نے اپنے اولیاء کی نصرت میں اپنی کوشش صرف کی ہے اور اگر وہ اس سے زیادہ کی قدرت رکھتا ہوتا تو وہ بھی کرتا۔ پس خداوندِ عالم کی ندا آتی ہے: اے میرے ملائکہ اس بندے کے حق میں، میں نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے اور تمہاری پکار کو سن لیا ہے اور میں نے ابرار کی ارواح کے ساتھ اس کی روح پر صلوات ورحمت نازل کی ہے اور اسے چنے ہوئے نیکوکار لوگوں میں سے قرار دیا۔

ساتویں روایت: (قریبی لوگوں کی ہدایت کے لیے امام علیہ السلام کی روش)

بحار الانوار میں ہے کہ صاحب تاریخ قم نے مشائخِ قم سے روایت کی ہے کہ ابوالحسن حسین بن حسن بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام قم میں تھا اور وہ اعلانیہ شراب پیتا تھا۔ ایک دن کسی ضرورت کے تحت اسے احمد بن اسحاق اشعری کے مکان پر جانا پڑ گیا جو قم میں اوقاف کے وکیل تھے۔ جب اس نے اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی تو احمد نے اسے آنے کی اجازت نہ دی۔ جس پر وہ سید غم واندوہ کی حالت میں اپنے گھر واپس چلا گیا۔ اس واقعے کے بعد احمد بن اسحاق حج کے لیے روانہ ہوا، جب وہ سامرہ میں پہنچا تو اجازت چاہی کہ ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہو تو حضرت علیہ السلام نے اجازت نہ دی۔ احمد نے اس سلسلہ میں طویل گریہ وزاری کی یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے اجازت دے دی۔ جب حضرت علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو عرض کیا: اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کس وجہ سے آپ علیہ السلام نے مجھے آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے سے منع فرمایا؟ حالانکہ میں آپ علیہ السلام کے شیعوں اور موالیوں میں سے ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اس وجہ سے کہ تو نے میرے چچازاد بھائی کو اپنے گھر سے واپس کر دیا تھا۔ اس پر احمد نے گریہ کیا اور قسم کھائی کہ میں نے اس کو صرف اس لیے اپنے مکان میں آنے سے منع کیا تھا کہ وہ شراب پینے سے توبہ کر لے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تو درست کہتا ہے، لیکن ان کے احترام واکرام سے کسی حالت میں فرار نہیں ہے اور یہ کہ ان کو حقیر نہ سمجھو اور ان کی اہانت نہ کرو، ورنہ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے، کیونکہ یہ ہماری طرف منسوب ہیں۔

جب احمد قم لوٹ کر گیا تو معززین اس کے استقبال کے لئے آئے اور حسین بھی ان کے ساتھ تھا، جب احمد نے حسین کو دیکھا تو اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے اور اس کا استقبال اور عزت و تکریم کی اور اسے صدر مجلس میں بٹھایا۔ حسین نے احمد کے اس فعل کو بعید اور نیا سمجھا اور ان سے اس کا سبب پوچھا۔ جواب میں احمد بن اسحاق نے سارا ماجرا سنا ڈالا جو امام حسن عسکری علیہ السلام اور احمد کے درمیان پیش آیا تھا۔ حسین نے جب یہ سنا تو وہ اپنے افعال قبیحہ پر پشیمان ہوا اور ان افعال سے توبہ

کی اور اپنے گھر واپس جا کر جو شراب اس کے پاس تھی وہ زمین پر پھینک دی اور اس کے برتن توڑ ڈالے اور اس کے بعد وہ اتقیاء و باورع و عبادت گزار صالحین میں سے ہوگیا اور ہمیشہ مسجد میں رہتا اور تا حد حیات مسجد میں معتکف رہا اور جناب فاطمہ بنت موسیٰ علیہا السلام کے پاس دفن ہوا۔

مولف کہتا ہے: تاریخ قم میں ہے کہ سید ابوالحسن، سادات حسینی میں سے پہلا شخص ہے جو قم آیا اور جب اس کی وفات ہوئی تو اسے مقبرۂ بابلان میں دفن کیا گیا اور اس کا گنبد جناب فاطمہ بنت موسیٰ علیہا السلام کے گنبد کے اس طرف سے ملا ہوا ہے کہ جس طرف سے شہر کی جانب سے اندر داخل ہوتے ہیں۔

سادات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرزِ عمل:

واضح ہو کہ اس واقعے سے ملتا جلتا واقعہ بھی ہے جو علی بن عیسیٰ وزیر سے منقول ہے۔ وہ حکایت اس طرح ہے کہ علی بن عیسیٰ کہتا ہے کہ میں علویوں کے ساتھ نیکی و احسان کیا کرتا تھا اور ان میں سے ہر ایک کو مدینہ طیبہ میں سال بھر کے لیے اتنی مقدار میں دیتا تھا جو اس کے طعام ولباس اور اہل وعیال کے لیے کافی ہو۔ یہ کام میں ہمیشہ ماہ رمضان کی آمد سے لے کر اس کے اختتام تک کرتا تھا۔ ان سادات میں امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک بوڑھا شخص تھا، کہ جس کے سال بھر کے خرچے کے لیے پانچ ہزار درہم مقرر کیے ہوئے تھے۔

ایک بار اس طرح کا اتفاق ہوا کہ سردیوں کے موسم میں، میں ایک جگہ سے گزر رہا تھا، میں نے اسے دیکھا کہ وہ مست پڑا ہوا ہے، اس نے قے کی ہوئی ہے اور خاک آلودہ بدترین حالت میں شارع عام میں پڑا ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس جیسے فاسق شخص کو سال کے پانچ ہزار درہم دیتا ہوں کہ وہ اسے خداوند عالم کی نافرمانی میں صرف کرے۔ اب سے اس کا مقررہ وظیفہ بند کر دوں گا۔ جب ماہ مبارک رمضان داخل ہوا تو وہ بوڑھا میرے ہاں آیا اور میرے گھر کے دروازے پر کھڑا ہوا، جب میں وہاں پہنچا تو اس نے سلام کیا اور اپنے وظیفہ کا مطالبہ کیا۔ میں نے کہا کہ نہیں تیرے لیے کوئی عزت وتکریم نہیں ہے۔ میں اپنا مال تجھے نہیں دوں گا کہ تو اسے خدا کی

نافرمانی میں صرف کرے، کیا میں نے سردیوں میں تجھے نہیں دیکھا تھا کہ تو مست پڑا تھا؟ جا اپنے گھر واپس چلا جا اور پھر میرے مکان پر نہ آنا۔ جب رات ہوئی تو میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم خواب میں دیکھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد جمع ہیں پس میں آگے بڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے منہ پھیر لیا، پس مجھ پر یہ بات دشوار ہوئی اور میری حالت بری ہوگئی۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ علیہ السلام میرے ساتھ یہ برتاؤ کر رہے ہیں؟ باوجود اس کے کہ میں آپ علیہ السلام کی اولاد کے ساتھ احسان اور نیکی کرتا ہوں اور میری ان سے نیکی کرنے اور ان پر زیادہ انعام واکرام کرنے کا بدلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیا ہے کہ مجھ سے منہ پھیر لیا ہے۔

فرمایا: ہاں، کیوں کہ تو نے میرے فلاں بیٹے کو اپنے دروازے سے بدترین حالت میں واپس کیا ہے اسے نا اُمید کیا اور ہر سال کا اس کا وظیفہ بند کر دیا۔ میں نے عرض کیا: چونکہ میں نے اسے ایک قبیح معصیت میں مبتلا دیکھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے وہ واقعہ نقل کیا۔ میں نے کہا کہ میں نے اپنا وظیفہ اس لیے روک دیا ہے تا کہ معصیتِ خدا پر اس کی مدد نہ کروں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اس کی خاطر اسے دیتا تھا یا میری خاطر؟ میں نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پھر میری ہی وجہ سے اس کے اس فعل کو چھپا لیتا جو اس سے سرزد ہوا تھا اور یہ سوچ لیتا کہ وہ میری اولاد میں سے ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اعزاز واکرام سے اس کے ساتھ ایسا ہی کروں گا۔ پس میں خواب سے بیدار ہوا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے کسی کو اس بوڑھے سیّد کی تلاش میں بھیجا۔ جب میں دیوان (دفتر) سے واپس آیا تو میں نے حکم دیا کہ اسے میرے پاس لے آؤ اور اپنے غلام سے کہا کہ دس ہزار درہم دو تھیلیوں میں اسے دو اور اس سے کہا کہ اگر کسی وجہ سے کم ہو جائے تو مجھے بتانا اور خوش کر کے اُسے بھیجا۔ جب وہ صحن خانہ میں پہنچا تو میرے پاس واپس آیا اور کہنے لگا: اے وزیر! کیا سبب ہے کہ کل تو نے مجھے دھتکار دیا اور آج مہربانی ونوازش کی اور دگنا عطا کیا۔ میں نے کہا: سوائے اچھائی کے کوئی بات نہیں تم خوشی کے ساتھ جاؤ۔ وہ کہنے لگا: خدا کی قسم! میں واپس نہیں جاؤں گا جب تک اصل واقعہ مجھے معلوم نہ ہو جائے۔ پس میں نے جو کچھ

خواب میں دیکھا تھا اس سے بیان کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور کہنے لگا کہ میں نذر واجبی کرتا ہوں کہ دوبارہ اس کام کو نہیں کروں گا جو تو نے دیکھا ہے اور کبھی کسی معصیت کے پیچھے نہیں جاؤں گا اور اپنے جد بزرگوار کو یہ تکلیف نہیں دوں گا کہ انہیں تم سے حجت کرنی پڑے۔ پھر اس نے توبہ کر لی۔

مولّف کہتا ہے کہ شراب پینا گناہ کبیرہ ہے بلکہ روایت ہے کہ خداوند عالم نے شر اور بدی کے کچھ قفل اور تالے قرار دیئے ہیں کہ جن کی چابی شراب ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کہ شراب ام الخبائث اور ہر بدی کا بھید ہے، شراب پینے والے پر ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جب اس کی عقل چھین لی جاتی ہے۔ اس وقت وہ خدا کو نہیں پہچانتا اور کوئی گناہ نہیں چھوڑتا کہ جس کا ارتکاب نہ کرے اور نہ ہی کسی حرمت کو چھوڑتا ہے کہ جس کی ہتکِ حرمت نہ کرے اور نہ ہی کسی رشتے دار سے قطع رحمی کرنے سے باز آتا ہے اور نہ ہی کسی فحش اور قبیح فعل کو ترک کرتا ہے۔ مست انسان کی مہار شیطان کے ہاتھ میں ہوتی ہے اگر وہ اسے حکم دے تو وہ بت کو بھی سجدہ کرتا ہے اور وہ شیطان کے تابع فرمان ہوتا ہے، جہاں چاہے وہ اُسے لے جاتا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام کی ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: شراب پینا انسان کو زنا کاری، چوری، ناحق قتل اور خدا کا شریک قرار دینے میں داخل کر دیتا ہے۔ شراب کے کام ہر گناہ سے اونچے ہیں، جس طرح کہ اس کا درخت ہر درخت سے اونچا ہے۔

بہت سی روایات میں ہے کہ شراب کا عادی بت پرست کی مانند ہے اور یہ کہ شراب پینے والا دوستی کے قابل نہیں، اس کی ہم نشینی نہیں کرنی چاہیے اور اسے امین نہیں سمجھنا چاہئے۔ اگر وہ تمہاری لڑکی سے شادی کرنا چاہے تو اپنی لڑکی اسے نہ دو، جب وہ بیمار ہو تو اسکی عیادت نہ کرو، جب وہ مر جائے تو اس کے جنازے میں شرکت نہ کرو، اس کی بات کی تصدیق نہ کرو۔ جو شخص نشے والی چیز پیئے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور اسے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوتی۔ وہ حوض کوثر پر نہیں جا سکے گا اور طینتِ خبال (وہ چیز ہے کہ جو زنا کاروں کی شرمگاہ سے

نکلتی ہے) سے اُسے سیراب کیا جائے گا۔

آٹھویں روایت:

ابو سہل بلخی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور حضرت علیہ السلام سے درخواست کی کہ اس کے والدین کے لئے دعا فرمائیں۔ جب کہ اس کی ماں غالی اور باپ مؤمن تھا، تو توقیع شریف آئی کہ رَحِمَ اللّٰہُ وَالِدَکَ، خدا تیرے باپ پر رحم کرے۔ ایک دوسرے شخص نے لکھا کہ اس کے والدین کے لیے دعا کریں کہ جس کی ماں مومنہ اور باپ ثنوی مذہب کا تھا، یعنی دو خداؤں کا قائل تھا اور توحید کا منکر تھا تو توقیع آئی کہ رَحِمَ اللّٰہُ وَالِدَتَکَ والتاء منقوطه یعنی خدا تیری والدہ پر رحم کرے، اور ہم نے والدہ لکھا ہے، والدین نہیں۔

تیسری فصل

امام حسن عسکری علیہ السلام کے دلائل امامت اور واضح معجزات

پہلا معجزہ:

قطب راوندی نے جعفر بن شریف جرجانی سے روایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں حج پر گیا۔ پہلے میں سامرہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور میرے ساتھ کچھ مال تھا جو شیعوں نے مجھے دیا تھا کہ وہ امام علیہ السلام تک پہنچاؤں۔ میں نے ارادہ کیا کہ حضرت علیہ السلام سے پوچھوں کہ یہ مال میں کس کو دوں؟ تو میرے بات کرنے سے پہلے فرمایا: میرے خادم مبارک کو دے دو۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا اور باہر آ گیا۔ پھر میں نے عرض کیا: جرجان کے شیعوں نے آپ علیہ السلام کو سلام کہا ہے۔ فرمایا: کیا تم حج کر کے واپس جرجان نہیں جاؤ گے؟ میں نے عرض کیا: واپس جاؤں گا۔ فرمایا: آج سے لے کر ایک سو ستر دن کے بعد تم واپس جرجان پہنچو گے اور جمعہ کے روز تین ربیع الثانی دن کے پہلے وقت میں داخل ہو گے۔ تم لوگوں کو بتانا کہ میں اسی دن کے آخر میں جرجان آنے والا ہوں۔ رشد و ہدایت کے ساتھ جاؤ۔ بیشک خدا تمہیں اور جو تمہارے ساتھ ہے سب کو سلامتی کے ساتھ پہنچائے گا اور تم اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچو گے اور تمہارے بیٹے شریف کے ہاں بیٹا پیدا ہو گا تو اس کا نام صلت بن شریف بن جعفر بن شریف رکھنا وسیبلغ اللہ بہ و یکون من اولیائنا بہت جلد خداوند عالم اسے بڑا کر دے گا اور ہمارے چاہنے والوں میں سے ہو گا۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ابراہیم بن اسماعیل جرجانی آپ علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہے اور آپ علیہ السلام کے چاہنے والوں اور دوستوں پر بہت احسان کرتا ہے اور ہر سال ایک لاکھ سے زیادہ اپنے مال میں سے خرچ کرتا ہے اور وہ ان اشخاص میں سے ایک ہے جو جرجان

میں نعمات خداوندی سے سرشار ہیں۔فرمایا: ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل کو خدا جزائے خیر دے، ان احسانات کے بدلے جو وہ ہمارے شیعوں پر کرتا ہے اور اس کے گناہوں کو بخش دے اور اسے صحیح الاعضاء بیٹا عنایت کرے جو حق کا پیروکار ہو۔ابراہیم سے کہنا کہ حسن بن علی علیہما السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے بیٹے کا نام احمد رکھنا۔

راوی کہتا ہے کہ پس میں حضرت علیہ السلام کی خدمت سے واپس ہوا، حج کیا اور سلامتی کے ساتھ جرجان پہنچا اور جمعہ کی صبح تین ربیع الثانی کو وہاں وارد ہوا جس طرح کہ حضرت علیہ السلام نے خبر دی تھی۔جب میرے ساتھی دوست احباب مجھے مبارک باد دینے کے لئے آئے تو میں نے ان سے کہا کہ امام علیہ السلام نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آج کے دن کے آخر حصے میں یہاں تشریف لائیں گے۔پس حاضر ہو جاؤ اور حضرت علیہ السلام سے اپنے مسائل و حاجات کے سوال کے لیے تیار ہو جاؤ۔پس شیعہ حضرات ظہر وعصر کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد میرے مکان میں جمع ہوگئے۔پس خدا کی قسم! ہم ملتفت نہ ہوئے، مگر یہ کہ ہم نے حضرت علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اچانک ہم میں آموجود ہوئے، ہم تو جمع تھے ہی، آپ علیہ السلام نے آتے ہی ہم کو سلام کیا، ہم نے آپ علیہ السلام کا استقبال کیا اور آپ علیہ السلام کے ہاتھوں کے بوسے لیے۔پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے جعفر بن شریف سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس دن کے آخر میں تمہارے پاس آؤں گا، لہٰذا میں نے ظہر وعصر کی نماز سامرہ میں پڑھی اور تمہارے پاس آ گیا ہوں تاکہ تم سے تجدید عہد لوں، پس اپنے سوالات اور حاجتیں پیش کرو۔سب سے پہلے جس شخص نے سوال کی ابتداء کی وہ نضر بن جابر تھا۔اس نے عرض کیا: فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند مہینے ہوئے ہیں کہ میرے بیٹے کی آنکھیں خراب ہوگئی ہیں، آپ علیہ السلام خدا سے دعا کیجئے کہ وہ اس کی آنکھیں ٹھیک کر دے۔حضرت علیہ السلام نے فرمایا: اسے لے آؤ، پھر آپ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کی آنکھوں پر رکھا تو وہ روشن و منور ہوگئیں۔

پھر ایک ایک آتا گیا اور اپنی اپنی حاجات طلب کرتا گیا اور حضرت علیہ السلام اسے پورا کرتے جاتے تھے، یہاں تک کہ آپ علیہ السلام نے سب کی حاجات پوری کر دیں اور سب کے حق میں دعائے خیر

فرمائی اور اسی دن واپس چلے گئے۔

دوسرا معجزہ:

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے سنا، آپ علیہ السلام فرما رہے تھے کہ جو گناہ بخشے نہیں جاتے ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان یہ کہے: کاش مجھ سے مؤاخذہ نہ کیا جاتا مگر صرف اس گناہ کا، یعنی کاش میرا صرف یہی گناہ ہوتا۔ تو میں نے دل ہی دل میں کہا کہ یہ مطلب انتہائی دقیق ہے اور انسان کے لیے مناسب ہے کہ اپنے نفس میں ہر چیز کی طرف متوجہ رہے۔ جب اس بات نے میرے دل میں خطور کیا تو حضرت علیہ السلام نے میری طرف رُخ کیا اور فرمایا: سچ کہا ہے تو نے اے ابو ہاشم! جو بات ابھی تمہارے دل میں گزری ہے اس پر ثابت رہو۔ اس میں شک نہیں کہ لوگوں کے درمیان شرک اتنا مخفی ہوتا ہے کہ جو چیونٹی کے سنگِ خارا پر رات کی تاریکی میں حرکت کرنے اور سیاہ پلاس (خاص قسم کا کپڑا) پر حرکت کرنے سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

مؤلف کہتا ہے کہ اس قسم کے گناہوں کو محقرات (حقیر اور معمولی) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ گناہان محقرات سے بچو کہ وہ بخشے نہیں جاتے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن مسعود سے فرمایا: بے شک ابلیس تم سے محقرات پر راضی ہو گیا ہے اور (وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: اے ابن مسعود! کسی گناہ کو حقیر اور چھوٹا نہ سمجھو اور بڑے گناہوں سے اجتناب کرو، کیونکہ بندہ جب قیامت کے دن اپنے گناہوں پر نگاہ کرے گا تو اس کی آنکھیں پیپ اور خون روئیں گی، خداوند عالم فرماتا ہے:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَراً وَّ مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهُ اَمَداً بَعِيْداً ﴿سورۂ آل عمران (۳۰)﴾

ترجمہ: اس دن کو یاد کرو جب ہر نفس اپنے نیک اعمال کو بھی حاضر پائے گا اور اعمال بد کو بھی جن کو دیکھ کر یہ تمنا کرے گا کہ کاش ہمارے اور ان برے اعمال کے درمیان طویل فاصلہ ہو جاتا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو ذرؓ سے فرمایا: یقیناً مؤمن اپنے گناہ اس طرح دیکھتا ہے جیسے وہ

شخص ایک بہت بڑے سخت پتھر کے نیچے ہو کہ جس کا اسے ڈر ہو کہ وہ اس پر گر پڑے گا اور کافر اپنے گناہ کو اس مکھی کی طرح سمجھتا ہے جو اس کے ناک کے پاس سے گزر جاتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اقوال میں سے ہے: گناہوں میں سے سخت ترین گناہ وہ ہے کہ جس کو اس کا کرنے والا کمتر و سبک سمجھے۔

علی بن ابراہیم قمیؒ نے حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خداوند عالم نے ایک سانپ خلق کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کا احاطہ کر کے اپنا سر اور دم عرش کے نیچے اکٹھا کیا ہوا ہے۔ جب وہ بندوں کے گناہوں کو دیکھتا ہے تو وہ غصے ہو جاتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کو کھا جائے۔اس سلسلہ میں روایات بہت زیادہ ہیں۔

حضرت صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بے آب و گیاہ زمین پر اترے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ جلانے کے لیے لکڑیاں لے آؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس زمین میں ہیں کہ جس میں کوئی گھاس وغیرہ نہیں ہے لہذا اس میں لکڑیاں نہیں مل سکتیں۔فرمایا: جس شخص کے لیے جتنا بھی ممکن ہو لے آئے۔اس پر وہ سب افراد، جو کچھ ملا لے آئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک دوسرے پر رکھ کر ڈھیر لگا دیا۔اس ڈھیر کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گناہ اسی طرح جمع ہو جاتے ہیں۔معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ جس طرح سے خالی بیابان میں لکڑیاں نظر نہیں آتیں لیکن جب ان کی تلاش میں نکلے تو بہت سی جمع ہو گئیں اور ایک دوسرے کے اوپر ڈالی گئیں تو ڈھیر لگ گیا، اسی طرح گناہ بھی نظر نہیں آتے لیکن جب جستجو اور حساب ہو تو بہت سے گناہ جمع ہو جائیں گے۔

تیسرا معجزہ:

نیز ابو ہاشم سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سوار ہوئے اور صحرا کی طرف گئے۔ میں بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ سوار ہوا۔اس اثناء میں جب کہ حضرت میرے آگے تھے اور میں ان کے پیچھے تھا میرے ذہن میں اپنے قرضے کی فکر چل رہی تھی جس کو لوٹانے کا وقت آ گیا

تھا۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ اسے کہاں سے ادا کروں گا کہ اچانک حضرت علیہ السلام نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا: خدا اسے ادا کرے گا۔ پھر اسی حالت میں کہ زین پر سوار تھے زمین کی طرف جھکے اور اپنے تازیانے سے زمین پر خط کھینچا اور فرمایا: اے ابو ہاشم! سواری سے اتر کر اسے اٹھا لو اور اسے مخفی رکھو۔ ابو ہاشم: کہتے ہیں میں سواری سے اترا تو دیکھا کہ عمدہ خالص سونا ہے، میں نے اسے اٹھا کر اپنے موزے میں رکھ لیا۔ پس کچھ راستہ اور سیر کرتے رہے، پھر میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اس سے میرا قرض ادا ہو گیا تو ٹھیک ورنہ قرض خواہ کو اسی پر راضی کرلوں گا اور چاہ رہا تھا کہ سردیوں کے اخراجات کپڑوں وغیرہ کے متعلق کچھ سوچوں۔ جب یہ خیال آیا تو آپ علیہ السلام نے میری طرف دیکھا اور دوبارہ زمین کی طرف جھکے اور زمین پر اپنے تازیانے سے پہلے کی طرح خط کھینچا اور فرمایا: اتر کر لے لو اور مخفی رکھو۔ ابو ہاشم کہتے ہیں کہ میں اترا تو دیکھا کہ عمدہ سونا ہے اس کو بھی اٹھا کر اپنے دوسرے موزے میں رکھ لیا۔ پھر کچھ راستہ چل کر حضرت علیہ السلام اپنے گھر کی طرف اور میں اپنے گھر کی طرف چلا گیا۔ پس میں نے بیٹھ کر اپنے قرض کا حساب کیا اور اس کی مقدار کا اندازہ لگایا، پھر میں نے پہلے سونے کو تولا تو میں نے دیکھا کہ اس کی مقدار بغیر کسی کمی وزیادتی کے میرے قرض کے برابر تھی۔ پھر میں نے بغیر کسی تنگی اور فضول خرچی کیے میانہ روی کے ساتھ ان چیزوں کو سوچا کہ جن کی سردیوں میں ہر لحاظ سے مجھے ضرورت تھی، پھر میں نے اس دوسرے سونے کے ٹکڑے کو تولا تو وہ اس کے برابر تھا کہ جس کا میں نے سردیوں کے لیے کمی وزیادتی کے بغیر اندازہ لگایا تھا۔

ابن شہر آشوبؒ نے مناقب میں ابو ہاشم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک وقت میں امرِ معاش کے لحاظ سے بڑی تکلیف اور مشکل میں تھا۔ میں نے چاہا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اعانت طلب کروں لیکن مجھے شرم وحیا دامن گیر ہوئی اور میں ان سے نہ مانگ سکا۔ جب میں اپنے گھر واپس گیا تو حضرت علیہ السلام نے میرے لیے سو اشرفی بھیجی اور لکھا کہ جب تمہیں ضرورت پڑے تو شرم نہ کرو اور خجالت محسوس نہ کرو، بلکہ اس کا ہم سے مطالبہ کرو تو انشاء اللہ وہ کچھ دیکھو گے جو چاہتے ہو۔

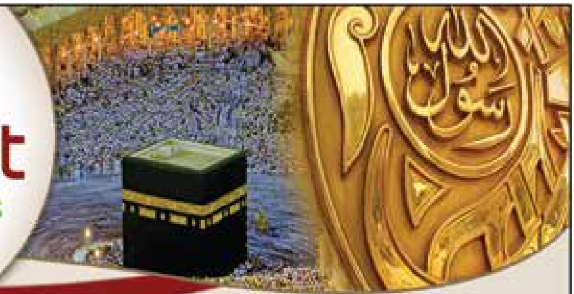

al-furat
Travel&Tours

RAJAB GROUPS

WITH
MAULANA MUHAMMAD RAZA DAWOODANI

UMRAH E RAJABIA

15 RAJAB IN KARBALA

13 RAJAB IN NAJAF

25 & 27 RAJAB IN MASHAD

UMRAH
April 9, 2016
11 DAYS
$1,150

UMRAH IRAQ - IRAN
April 9, 2016
28 DAYS
$2,200

UMRAH IRAN
April 9, 2016
21 DAYS
$1,700

IRAQ
April 19, 2016
11 DAYS
$1,150

IRAQ IRAN
April 19, 2016
18 DAYS
$1,450

IRAN
April 28, 2016
9 DAYS
$800

HOTELS: GOOD STANDARD HOTELS NEAR HARAM
ZIARAAT: ALL BY BUS AND BY WALK ZIARAAT INCLUDED
FOOD: 3 MEALS BUFFET
BY AIR: COMPLETE BY AIR

LAST DATE: March 1, 2016

0301-8229446-48 | 0321-2309868-78 | 0213-2242246-47

SUITE 3, HANIF MANSION, OPP. NISHTAR PARK,
SOLDIER BAZAR # 3, KARACHI, PAKISTAN

FB/ALFURAT.NET
WWW.ALFURAT.NET

Google play

GIYF PACKAGES

AGE 12 TO 50 YEARS

TIMING 5:30 TO 10:30PM

PH: 0334-3912886

Packages	Kid 12 - 14	Youth 15 - 24	Adult 25 -50
Table Tennis, Striker & Hand Football	100/-	150/-	200/-
Table Tennis, Striker, Hand Football & Pool	150/-	200/-	250/-
Table Tennis, Striker, Hand Football, & Snooker	-	300/-	350/-
Table Tennis, Striker, Hand Football, GYM & Snooker	-	400/-	450/-
Table Tennis, Striker, Hand Football, GYM, Snooker & Badminton	-	450/-	500/-
Snooker / GYM	-	250/-	300/-
Table Tennis / Striker / Hand Football / Badminton / Pool	100/-	100/-	150/-

A Project of Green Island Trust
(Community Sports & Recreational Centre)

ONLY FOR COMMUNITY MEMBERS

Email: giyf@greenislandtrust.org | Web: youth.greenislandtrust.org

GIYF, Opp. Zainab Panjwani Hospital, Near Ghusl Khana Fatimiyah Community Centre, Karachi.

0213-2253606

چوتھا معجزہ:

نیز ابو ہاشم سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی بارگاہ میں شرفیاب ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت علیہ السلام کاغذ پر کچھ لکھنے میں مشغول ہیں، پس نماز کا اوّل وقت آیا تو آپ علیہ السلام نے وہ کاغذ زمین پر رکھ دیا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ قلم کاغذ کے اوپر اسی طرح چل رہا ہے اور لکھ رہا ہے، یہاں تک کہ کاغذ کے آخر تک جا پہنچا۔ میں یہ دیکھ کر سجدہ میں گر گیا۔ پھر جب امام علیہ السلام نماز سے فارغ ہوئے تو قلم اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لوگوں کو حاضر ہونے کی اجازت دی۔

مولّف کہتا ہے کہ جو کچھ ابو ہاشم نے روایت کی ہے اور جو کچھ امام حسن عسکری علیہ السلام کے دلائل و معجزاتِ میں انہوں نے دیکھا ہے، وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو یہاں ذکر ہوئے ہیں اور انہیں سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ میں جب بھی میں امام علی نقی علیہ السلام یا امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو کوئی نہ کوئی دلیل اور برہان ان سے دیکھا۔ امام ہادی علیہ السلام کے دلائل و معجزات میں بھی چند روایات ابو ہاشم سے نقل ہو چکی ہیں۔

پانچواں معجزہ:

قطب راوندی نے فطرس سے روایت کی ہے۔ فطرس وہ شخص تھا کہ جس نے علم طب پڑھا ہوا تھا اور اس کی عمر سو سال سے زیادہ تھی۔ وہ کہتا ہے کہ میں بختیشوع، طبیبِ متوکل کا شاگرد تھا اور اس نے مجھے اپنے شاگردوں میں سے منتخب کیا ہوا تھا۔ پس اس کی طرف امام حسن عسکری علیہ السلام نے کسی کو بھیجا کہ وہ اپنے شاگردوں میں سے مخصوص ترین شاگرد کو بھیجے جو ان کی فصد کھولے۔ بختیشوع نے اس کام کے لیے مجھے چنا اور کہنے لگا امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھ سے کسی شخص کو مانگا ہے جو ان کی فصد کھولے۔ لہذا تم ان کے پاس جاؤ اور یہ یاد رکھنا کہ وہ اس زمانے میں زیرِ آسمان رہنے والے سب لوگوں سے زیادہ عالم ہے، لہٰذا جس بات کا وہ تجھے حکم دیں اس میں ان سے اعتراض نہ کرنا۔

پس میں حضرت علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ جب تک کہ میں

تمہیں نہ بلاؤں اِس کمرے میں انتظار کرو۔ جب میں حضرت علیہ السلام کی خدمت میں گیا تھا تو وہ وقت فصد کھولنے کے لیے عمدہ تھا لیکن آپ علیہ السلام نے مجھے اس وقت بلایا جو فصد کے لیے اچھا نہیں تھا۔ پھر آپ علیہ السلام نے ایک بہت بڑا طشت منگوایا تو میں نے آپ علیہ السلام کی رگ اکحل کی فصد کھولی اور مسلسل خون آتا رہا یہاں تک کہ وہ طشت پُر ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ اب خون کو بند کر دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پس آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ دھوئے اور اس کو باندھ دیا اور مجھے اس کمرے کی طرف واپس کر دیا جس میں مجھے ٹھہرایا ہوا تھا اور میرے لئے گرم و سرد کھانا لایا گیا جس میں بہت سی چیزیں تھیں اور میں عصر تک وہیں رہا۔ پھر مجھے بلایا اور فرمایا کہ رگ کھولو اور وہ طشت منگوایا پس میں نے رگ کھولی تو خون نکلنے لگا یہاں تک کہ طشت پُر ہو گیا۔ پس حکم دیا کہ خون کو روک دو اور رگ کو اوپر سے باندھ دیا اور مجھے کمرے کی طرف واپس کر دیا۔ میں نے وہیں رات گزاری۔ جب صبح ہوئی اور سورج نکل آیا تو مجھے بلایا اور وہ طشت منگوایا اور فرمایا کہ رگ کھولو میں نے رگ کھولی تو خون آپ علیہ السلام کے ہاتھ سے سفید دودھ کی مانند باہر آیا یہاں تک کہ طشت پر ہو گیا۔ پھر حکم دیا کہ خون بند کر دو اور رگ کو اوپر سے باندھ دیا اور حکم دیا کہ ایک جامہ دان بھر کر لباس اور پچاس دینار میرے لیے لائے اور فرمایا یہ لے لو اور مجھے معاف کرو اور چلے جاؤ۔ پس میں نے وہ چیزیں لے لیں جو آپ علیہ السلام نے مجھے عطا فرمائی تھیں اور عرض کیا: میرے مولا و آقا کسی خدمت کا مجھے حکم فرمائیں! فرمایا: ہاں میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ دیرِ عاقول سے جو تمہارا ہمسفر ہو سے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ پھر میں بختیشوع کے پاس گیا اور اس سے واقعہ بیان کیا تو بختیشوع کہنے لگا: حکماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زیادہ سے زیادہ خون جو انسان کے بدن میں ہو سکتا ہے اس کی مقدار سات من ہے (تقریباً آٹھ چھٹانک اور دس ماشے) اور یہ خون کی مقدار جو تو بیان کر رہا ہے، اگر پانی کے کسی چشمے سے خارج ہوئی ہوتی تو بھی عجیب تھا اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ دودھ جیسا خون آئے۔ پھر وہ کچھ دیر سوچتا رہا اور اس کے بعد تین دن اور رات مسلسل کتابیں پڑھتا رہا کہ شاید کہیں سے اس واقعے کا ذکر مل جائے، لیکن اسے نہ مل سکا تو کہنے لگا کہ عیسائیوں کے درمیان اس وقت طب کا کوئی عالم دیر عاقول کے راہب سے زیادہ

صاحب علم نہیں ہے۔

پس اس نے راہب کے لیے خط لکھا اور اس میں حضرت علیہ السلام کی فصد کھولنے کا واقعہ بیان کیا اور میں وہ خط اس کے پاس لے گیا۔ جب میں اس کے گرجے کے پاس پہنچا تو اس نے گرجے کے اوپر سے مجھ پر نگاہ کی اور کہنے لگا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں بختیشوع کا شاگرد ہوں۔ کہنے لگا اس کا خط لائے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! تو اس نے زنبیل اوپر سے نیچے لٹکائی۔ میں نے اس میں خط رکھ دیا اور اس نے اسے اوپر کھینچا اور خط پڑھنے کے بعد اسی وقت گرجے سے نیچے اترا اور کہنے لگا: تو ہی وہ شخص ہے جس نے اس کی فصد کھولی تھی؟ میں نے کہا: ہاں! وہ کہنے لگا طوبیٰ لِاُمِّکَ خوشخبری ہو تیری ماں کے لیے۔ پس وہ خچر پر سوار ہوا اور چل پڑا۔ جب ہم سامرہ پہنچے اس وقت رات کا ایک تہائی حصہ باقی تھا۔ میں نے کہا: کہاں جانا پسند کرو گے، ہمارے استاد کے گھر یا اس شخص کے گھر؟ وہ کہنے لگا: اس شخص کے گھر۔ پھر ہم حضرت علیہ السلام کے دروازے پر اذان سے کچھ پہلے پہنچ گئے۔ وہاں پہنچے تو دروازہ کھلا اور ایک سیاہ رنگ کا خادم ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا: تم دونوں میں سے دیر عاقول کا رہنے والا کون ہے؟ راہب کہنے لگا: تجھ پر قربان جاؤں، میں ہوں۔ کہنے لگا اپنی سواری سے اترو اور مجھ سے کہا: جب تک کہ راہب واپس آتا ہے، اس کے خچر اور اپنے خچر کی حفاظت کرو۔ یہ کہہ کر اس کا ہاتھ پکڑا اور وہ دونوں مکان کے اندر چلے گئے اور میں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی اور دن چڑھ آیا تو اس وقت راہب اس حالت میں باہر آیا کہ اس نے اپنا رہبانیت والا لباس خود سے دور کر دیا تھا اور سفید لباس پہنے ہوئے تھا اور اسلام لا چکا تھا۔ پھر کہنے لگا: اب مجھے اپنے استاد کے گھر لے چلو۔ ہم بختیشوع کے گھر کے دروازے پر پہنچے۔ جب اس کی نگاہ راہب پر پڑی تو جلدی سے دوڑ کر اس کی طرف آیا اور کہنے لگا: کس چیز نے تجھے دین نصرانیت وعیسائیت سے الگ کر دیا۔ اس نے کہا: میں نے مسیح علیہ السلام کو پالیا ہے اور ان کے ہاتھ پر اسلام لے آیا ہوں۔ کہنے لگا: مسیح علیہ السلام کو پالیا؟ اس نے کہا: ہاں! یا اس کی مِثل کو، کیونکہ یہ فصد دنیا میں مسیح علیہ السلام کے سوا کسی نے نہیں کھلوائی اور یہ نشانیوں میں بھی مسیح علیہ السلام کی طرح ہی ہیں۔ پھر وہ حضرت علیہ السلام کی خدمت میں واپس چلا گیا اور مرتے دم تک ان کی خدمت میں مصروف رہا۔

چھٹا معجزہ:

شیخ کلینیؒ نے ابن کردی سے اور انہوں نے محمد بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ہم پر امر معاش کی تنگی و سختی آ گئی۔ ایک دن میرے والد کہنے لگے: آؤ ان (ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام) کے پاس جائیں، سنا ہے کہ حضرت علیہ السلام سخی ہیں۔ میں نے کہا: آپ انہیں پہچانتے ہیں؟ کہا: پہچانتا ہوں، لیکن انہیں کبھی دیکھا نہیں ہے۔ پس ہم ان کی طرف چلے۔ راستے میں میرے والد نے کہا کہ ہماری حاجت اتنی ہے کہ حضرت علیہ السلام ہمیں پانچ سو درہم عطا فرما دیں کہ جن میں سے دو سو درہم لباس وغیرہ میں خرچ کریں اور دو سو درہم اپنے قرض کی ادائیگی میں صرف کریں اور سو درہم اپنے روزمرہ کے اخراجات میں صرف کریں۔ میں نے بھی اپنے دل میں سوچا کہ کاش مجھے بھی تین سو درہم عطا فرما دیں تو میں سو درہم سے ایک گدھا خریدوں، اور سو درہم خود پر خرچ کروں اور سو درہم سے لباس خریدوں اور شہرِ جبل چلا جاؤں۔ پس جب ہم آپ علیہ السلام کے گھر کے دروازے پر پہنچے تو حضرت علیہ السلام کا غلام باہر آیا اور کہنے لگا کہ علی بن ابراہیم اور اس کا بیٹا محمد داخل ہو جائیں۔ جب ہم اندر گئے تو ہم نے حضرت علیہ السلام کو سلام کیا تو آپ علیہ السلام نے میرے والد سے فرمایا: اے علی! اب تک تجھے ہمارے پاس آنے سے کس چیز نے روک رکھا تھا؟ میرے والد نے عرض کیا: اے میرے آقا! مجھے شرم آتی تھی کہ اس حالت میں، میں آپ علیہ السلام سے ملاقات کروں۔ جب آپ علیہ السلام کی خدمت سے باہر نکلنے لگے تو آپ علیہ السلام کا غلام آیا اور اس نے ایک تھیلی میرے باپ کو دے کر کہا: اس میں پانچ سو درہم ہیں، دو سو درہم لباس کے لیے، دو سو درہم قرض ادا کرنے کے اور ایک سو اخراجات و نفقے کے لیے۔ پھر مجھے بھی ایک تھیلی دی اور کہا: یہ تین سو درہم ہیں، ان میں سے ایک سو درہم گدھے کی قیمت ہے، سو درہم لباس کے لیے اور سو درہم اخراجات کے لیے اور جبل کی طرف نہ جاؤ، بلکہ سوراء کی طرف جاؤ۔

ابن کردی کہتا ہے: اس نے ایسا ہی کیا کہ جس طرح حضرت علیہ السلام نے فرمایا تھا، سوراء کی طرف چلا گیا اور وہاں ایک عورت سے شادی کی اور وہ اتنا مالدار ہو گیا کہ آج اس کی آمدنی ہزار

دینار ہے۔ یہ اور بات کہ اتنا واضح معجزہ دیکھنے کے باوجود وہ واقفی ہے۔ میں نے اس سے کہا: وائے ہو تجھ پر! کیا اس سے زیادہ واضح اور روشن معجزہ چاہیے؟ کہنے لگا: هٰذَا اَمْرٌ قَدْ جَرَيْنَا عَلَيْهِ (اب تک مذہب وقف پر تھے اور اب بھی اسی پر باقی رہیں گے)۔

ساتواں معجزہ:

اسماعیل بن محمد بن علی بن اسماعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے راستے پر بیٹھ گیا۔ جب آپ علیہ السلام میرے قریب سے گزرے تو میں نے حضرت علیہ السلام سے فقر و فاقہ کی شکایت کی اور قسم کھائی کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے اور نہ صبح کا کھانا ہے نہ شام کا۔ فرمایا: جھوٹی قسم کھا رہے ہو، حالانکہ تم نے دو سو اشرفیاں دفن کر رکھی ہیں اور میں یہ بات اس لیے نہیں کہہ رہا کہ تمہیں کچھ نہ دوں یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ میں تم سے یہ بات اس لیے کہہ رہا ہوں کہ تمہیں عطیہ و بخشش سے محروم کروں۔ پھر آپ علیہ السلام نے اپنے غلام سے فرمایا: جو کچھ مال تمہارے پاس ہے اسے دے دو۔ پس آپ علیہ السلام کے غلام نے مجھے سو اشرفیاں دے دیں۔ اس وقت حضرت علیہ السلام نے میری طرف رخ کیا اور فرمایا: جب تمہیں اس دفن شدہ رقم کی سب سے زیادہ ضرورت ہوگی اس وقت تم اس سے محروم رہو گے۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت علیہ السلام کا ارشاد سچ نکلا اور ویسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ میں نے دو سو اشرفی چھپا رکھی تھی اور سوچا تھا کہ یہ میری مشکل کے وقت کام آئے گی۔ لہذا جب روزی کے دروازے مجھ پر بند ہو گئے اور مجھے اپنے اخراجات کے لیے اس کی سخت ضرورت محسوس ہوئی تو میں اس دفینے کے پاس گیا اور اس کو نکالا کہ وہ رقم اٹھاؤں، تو میں نے دیکھا کہ وہ رقم موجود نہیں ہے۔ میرے بیٹے کو اس کا علم ہو گیا تھا اور وہ رقم کو لے کر جا چکا تھا اور مجھے اس میں سے کچھ بھی نہ مل سکا اور میں اس سے محروم ہو گیا۔

آٹھواں معجزہ:

صاحبِ تاریخ قم نے قم اور اس کے اطراف میں آنے والے سادات کے تذکرہ میں

لکھا ہے کہ محمد خزری بن علی بن علی بن الحسن الافطس بن علی بن علی بن الحسین علیہم السلام طبرستان میں حسن بن زید کے پاس گیا اور کچھ عرصہ اس کے پاس مقیم رہا یہاں تک کہ اسے زہر دے کر مار دیا گیا اور اس کے بیٹے آبہ کی طرف واپس آ گئے اور وہاں مقیم ہو گئے۔

پھر کہتا ہے کہ ابوالقاسم بن ابراہیم بن علی بیان کرتا ہے کہ محمد خزری کے بیٹے ابراہیم نے کہا کہ مجھے اور میرے بھائی علی کو اپنے بابا کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں تھی اور نہ ہی ان کی مخفی رہائش گاہ کے بارے میں کچھ معلوم ہو پا رہا تھا۔ بالآخر ہم مدینہ سے ان کی تلاش میں نکلے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میرے لیے اپنے بابا کی تلاش میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ میں اپنے مولا حسن عسکری علیہ السلام بن علی علیہ السلام کے پاس جاؤں اور ان سے اپنے والد کے حالات دریافت کروں۔ وہی مجھے اس بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں۔ یہ سوچ کر میں نے سامرہ کا ارادہ کیا اور ابومحمد علیہ السلام کے درِ دولت پر حاضر ہوا۔ گرمی کا موسم تھا اور وہاں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ لہذا میں وہیں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا کہ کوئی گھر سے باہر نکلے۔ اچانک دروازہ کھلا اور ایک کنیز گھر سے میرا نام لیتے ہوئے نکلی۔ میں نے کہا لبیک! میں ہی ابراہیم بن محمد خزری ہوں۔ اس کنیز نے مجھے ایک تھیلی دیتے ہوئے کہا: میرے مولا تجھے سلام کہہ رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ تجھے تیرے باپ تک پہنچا دے گی۔ اس تھیلی میں دس دینار تھے، میں وہ لے کر واپس ہو لیا۔ راستے میں مجھے خیال آیا کہ میں نے اپنے مولا علیہ السلام سے اپنے والد کی خبر اور ان کی رہائش کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں۔ یہ سوچ کر میں پلٹنے ہی والا تھا کہ مجھے اس کنیز کی بات یاد آئی کہ جس نے کہا تھا کہ یہ تجھے تیرے باپ تک پہنچا دے گی جس سے مجھے اطمینان ہو گیا کہ میں اپنے باپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ بالآخر میں ان کی تلاش میں طبرستان پہنچا جہاں وہ مجھے حسن بن زید کے پاس مل گئے۔ اس وقت ان دس دیناروں میں سے ایک دینار میرے پاس باقی رہ گیا تھا۔ میں نے یہ سارا واقعہ اپنے باپ سے بیان کیا اور ان کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ حسن بن زید نے انہیں زہر دے دیا جس سے ان کی وفات ہو گئی اور میں آبہ کی طرف منتقل ہو گیا۔

چوتھی فصل

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعض حکمت آمیز اقوال:

۱: بلا وجہ کے بحث و مباحثہ سے پرہیز کرو ورنہ تمہارا وقار جاتا رہے گا اور مذاق نہ کرو ورنہ تم پر لوگوں کی جرأت بڑھ جائے گی۔

مؤلف کہتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام کے اقوال میں نزاع و جدال کی مذمت میں اور امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے اقوال میں مذاق کی مذمت میں گفتگو ہو چکی ہے۔

۲: تواضع میں سے ایک یہ ہے کہ جس شخص کے پاس سے گزرو اس کو سلام کرو اور محفل میں اپنے مرتبے سے کمتر مقام پر بیٹھ جاؤ۔ مولّف کہتا ہے کہ اس کی نظیر امام محمد باقر علیہ السلام کے اقوال میں گزر چکی ہے۔

۳: سب سے بڑا متقی وہ ہے جو شبہہ کے موقع پر رک جائے۔ سب سے بڑا عابد وہ ہے جو فرائض وواجبات کو ادا کرے۔ سب سے بڑا زاہد وہ ہے جو حرام کو چھوڑ دے اور تمام لوگوں کی نسبت سب سے زیادہ کوشش اور مشقت اس کی ہے جو گناہوں کو چھوڑ دے۔

۴: احمق کا دل اس کے منہ میں ہوتا ہے اور حکیم و دانا کا منہ اس کے دل میں ہوتا ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ احمق پہلے بات کر لیتا ہے اس کے بعد غور و تامل کرتا ہے کہ اس میں مصلحت تھی یا نہیں، اس کے برعکس حکیم و دانا بات کرنے سے پہلے اس کلام میں غور و فکر کرتا ہے، پھر اگر اس میں مصلحت نظر آتی ہے کہ اسے کہنا چاہئے تو کہہ دیتا ہے۔

۵: جس رزق کی ضمانت لی جا چکی ہے وہ تمہیں ان اعمال کی انجام دہی سے غافل نہ کر دے جو تم پر فرض کر دیئے گئے ہیں۔

۶: غمزدہ کے سامنے خوشی کا اظہار کرنا خلافِ ادب ہے۔

مؤلف کہتا ہے: شیخ سعدی نے شاید اسی قول کے پیش نظر یہ شعر کہا ہے:

چو بینی یتیمی سر افکندہ پیش   مزن بوسہ بر روئے فرزند خویش

ترجمہ: جب تمہاری نگاہوں کے سامنے کوئی یتیم سر جھکائے ہوئے موجود ہو تو کبھی اس کے سامنے اپنے فرزند کو بوسہ نہ دو۔

۷: جاہل کی تربیت کرنا اور صاحب عادت سے اس کی عادت چھڑا دینا معجزہ کی طرح ہے۔

مؤلف کہتا ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: میں نے بیماروں کا علاج کیا، پس وہ حکم خدا سے شفایاب ہوئے۔ میں نے اذن خداوندی سے مردوں کو بھی زندہ کیا لیکن جب میں نے احمق کا علاج کرنا چاہا تو اس کی اصلاح پر قادر نہ ہو سکا۔

۸: کسی شخص کا ایسا احترام نہ کرو جو اس کے لیے مشقت کا باعث بن جائے۔

۹: جو شخص اپنے بھائی کو علیحدگی میں وعظ و نصیحت کرے اس نے اس کو زینت دی اور آراستہ کیا اور جس نے اعلانیہ اسے وعظ کیا اس نے اسے عیب دار کیا۔

۱۰: جو خدا سے انس حاصل کرتا ہے وہ لوگوں سے دور بھاگتا ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ ﴿الانعام(۶):۹۱﴾

ترجمہ:۔ارشاد قدرت ہے: اللہ کہو پھر سب کو (ان کے حال پر) چھوڑ دو۔

اور امیر المومنین علیہ السلام کا ارشاد ہے: **عِظَمُ الْخَالِقِ عِنْدَكَ يُصَغِّرُ الْمَخْلُوقَ فِي عَيْنِكَ** (خالق کی عظمت تیرے نزدیک ہو تو وہ مخلوق کو تیری آنکھوں میں حقیر کر دے گی)۔

۱۱: اگر اہل دنیا دانا و عقلمند ہو جاتے تو دنیا خراب و برباد ہو جاتی۔

۱۲: جود و بخشش کی ایک حد ہے جب اس حد سے زیادہ ہو جائے تو اسراف و فضول خرچی ہے۔ ہوشیاری اور احتیاط کی بھی ایک حد ہے جب اس حد سے زیادہ ہو جائے تو وہ بزدلی و خوف ہے۔ میانہ روی کی بھی ایک حد ہے جب وہ اس سے زیادہ ہو جائے تو بخل ہے۔ شجاعت و بہادری کی بھی ایک حد ہے جب اس سے زیادہ ہو جائے تو وہ تہوّر و بے باکی ہے۔ اور اپنے نفس کو ادب سکھانے کے لیے یہی کافی ہے کہ جن کاموں کو دوسروں سے مکروہ اور ناپسند سمجھتے ہو ان سے خود اجتناب کرو۔

پانچویں فصل

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت:

علامہ مجلسیؒ جلاء العیون میں فرماتے ہیں کہ ابن بابویہؒ اور دوسرے علماء نے اہل قم کے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن احمد بن عبیداللہ بن خاقان کی نشست میں گیا جو کہ خلفاء کی طرف سے قم میں اوقاف وصدقات کا والی تھا اور اہلبیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ انتہائی عداوت اور دشمنی رکھتا تھا۔ وہاں ان علوی سادات کا ذکر ہوا جو سامرہ میں رہتے تھے اور ان کے مذہب، ان کے صحیح وغلط کام اور ان کے ہر زمانے کے خلیفہ کے نزدیک قرب ومنزلت کا ذکر چھڑا، تو احمد بن عبیداللہ کہنے لگا کہ میں نے سامرہ میں علوی سادات میں سے کسی شخص کو علم و زہد، سرداری و بزرگواری، وقار وہیبت، عفت وحیاء اور شرف اور خلفاء کے نزدیک قدر ومنزلت کے لحاظ سے حسن بن علی عسکری علیہما السلام جیسا نہیں دیکھا۔ امراء وسادات اور باقی بنی ہاشم، ان کو اپنے بڑے بوڑھوں سے بھی بڑھ کر سمجھتے اور چھوٹے بڑے سب ان کا احترام اور تعظیم کیا کرتے تھے۔ اسی طرح وزراء اور امراء اور تمام اہل لشکر اور مختلف اصناف کے لوگ ان کے اعزاز واکرام میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے تھے۔

ایک دن جب میرے بابا کا لوگوں سے ملاقات کا دن تھا، میں ان کے ساتھ ہی کھڑا تھا کہ اچانک دربان اور خدمت گزار دوڑتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ ابن الرضا علیہ السلام گھر کے دروازے پر آئے ہیں۔ میرے بابا نے بلند آواز سے کہا کہ انہیں آنے دو اور میرے ہاں مجلس میں لے آؤ۔ پھر میں نے ایک محترم فرد کو داخل ہوتے ہوئے دیکھا جو گندم گوں، کشادہ چشم اور عمدہ قد و قامت والے تھے۔ جو ابھی اپنی جوانی کے ابتدائی ایام میں تھے اور خوبصورت اور اچھے جسم کے مالک تھے۔ مجھے ان میں ہیبت وجلالت نظر آئی۔ جب وہ داخل ہوئے اور میرے والد کی نگاہ ان پر پڑی تو وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دوڑ کر ان کے استقبال کے لیے آگے بڑھے، حالانکہ

میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا کہ میرے بابا نے کسی بنی ہاشم یا خلفاء کے نمائندے یا ان کے شہزادوں کے ساتھ کبھی ایسا سلوک کیا ہو۔

میرے بابا ان کے قریب جا کر گلے لگ گئے، ان کے ہاتھوں کے بوسے لیے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اپنی جگہ بٹھایا اور ادب کے ساتھ ان کی خدمت میں بیٹھے رہے اور ان سے باتیں کرنے لگے۔ ازروئے تعظیم انہیں کنیت کے ساتھ مخاطب کرتے اور بار بار ان سے کہتے: میری جان اور ماں باپ آپ پر قربان۔ میں یہ حالات دیکھ کر تعجب کر رہا تھا کہ دربانوں نے آ کر اطلاع دی کہ موفق (خلیفۂ وقت) آ رہا ہے۔ خلیفہ کے آنے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے اس کے حاجب ونقیب اور خصوصی خدمت گار آتے اور دروازے سے لے کر میرے بابا کے نزدیک تک دو صفوں میں کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ خلیفہ آتا اور واپس چلا جاتا۔ خلیفہ کی آمد کا سن لینے کے باوجود، میرے بابا کا رخ امام علیہ السلام کی طرف رہا اور ان سے باتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جب خلیفہ کے مخصوص غلام نظر آنے لگے تو میرے بابا نے عرض کیا: آپ علیہ السلام پر قربان جاؤں! اگر آپ چاہیں تو کھڑے ہو جائیں اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ انہیں لوگوں کی صف کے پیچھے سے لے جائیں تا کہ نقیبوں و خدمت گزاروں کی نگاہ آپ علیہ السلام پر نہ پڑے۔ پھر میرے بابا کھڑے ہو گئے، ان کی تعظیم کی اور ان کی پیشانی پر بوسہ دے کر انہیں روانہ کیا، پھر خلیفہ کے استقبال کے لیے گئے۔ میں نے اپنے باپ کے دربانوں اور غلاموں سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے کہ جس کے اعزاز و اکرام میں میرے بابا اتنا اہتمام کر رہے تھے؟ وہ کہنے لگے کہ یہ شخص عرب اکابرین میں سے ہے اور اس کا نام حسن بن علی علیہما السلام ہے اور ابن الرضا علیہ السلام کے لقب سے مشہور ہے تو میرا تعجب اور بڑھا اور میں سارا دن فکر و حیرت میں رہا۔ جب میرے بابا اپنی عادت کے مطابق مغرب وعشاء کی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور لوگوں کے خطوط و عرائض دیکھنے لگے تا کہ صبح انہیں خلیفہ کے دربار میں پیش کیا جا سکے تو میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ وہ پوچھنے لگے کیا کوئی کام ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک سوال کروں، جب انہوں نے اجازت دی، تو میں نے کہا: بابا جان! یہ شخص کون تھا کہ آج

صبح جس کی تعظیم وتکریم میں آپ نے حد سے زیادہ مبالغہ کیا ہے اور اپنی جان اور ماں باپ کو اس پر فدا کرتے رہے۔ فرمایا: بیٹا! یہ رافضیوں کے امام ہیں۔ پھر تھوڑی دیر خاموشی اختیار کر کے کہنے لگے: بیٹا! اگر خلافت بنی عباس سے نکل جائے تو بنی ہاشم میں سے کوئی شخص اِن کے علاوہ اس کا مستحق نہیں ہے، کیونکہ یہ شخص اپنے زہد وعبادت، علم وفضل، کمال وعفتِ نفس، شرافتِ نسب، بلند حسب اور باقی صفاتِ کمال سے آراستہ ہونے کی وجہ سے خلافت کے لائق ہے۔ اگر تو ان کے باپ کو دیکھتا تو وہ بھی انتہائی شرافت وجلالت، فضیلت وعلم اور فضل وکمال رکھتے تھے۔

اپنے بابا سے یہ ساری باتیں سن کر میرا غصہ ان پر اور بڑھ گیا اور میرا تفکر وتحیر اور زیادہ ہوا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ ان کے حالات کی جستجو کرتا رہا اور ان کے امور کے بارے میں معلوم کرتا رہا۔ میں نے بنی ہاشم کے ہر فرد، وزراء وکاتبان، امراء، علوی سادات اور باقی لوگوں سے پوچھا تو سوائے ان کی تعریف وتوصیف، فضل وجلالت، علم وبزرگواری اور اچھے تاثرات کے کچھ نہیں پایا اور ان کے اہلبیت، بزرگوں اور غیروں میں سب سے مقدم پایا اور سب کے سب یہی کہتے تھے کہ یہ رافضیوں کے امام ہیں۔ پھر ان کی قدر ومنزلت میری نظر میں بڑھ گئی اور میں نے ان کی رفعت و شان کو پہچانا کیونکہ دوست ودشمن سب سے سوائے ان کی نیکی وبزرگی کے کچھ نہیں سنا۔

اس پر محفل میں بیٹھے ہوئے اشعریین میں سے ایک شخص کہنے لگا: اے ابا بکر! ان کے بھائی جعفر کی کیا حالت تھی؟ وہ کہنے لگا: جعفر کون ہے کہ کوئی شخص اس کے حالات کے متعلق سوال کرے یا امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ ملا کر اس کا نام لے!! جعفر تو ایک فاسق وفاجر، شراب خور اور بدکار شخص ہے۔ اس طرح کی رسوائی، بے عقلی اور بدکاری میں کوئی شخص میں نے نہیں دیکھا۔ پس اس نے جعفر کی بہت مذمت کی اور دوبارہ امام علیہ السلام کے حالات کے ذکر کی طرف پلٹا اور کہنے لگا: خدا کی قسم! امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے وقت خلیفہ اور دوسرے لوگوں پر ایسی حالت طاری تھی کہ مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ کسی کی بھی وفات پر یہ حالت ہوگی۔

یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک دن میرے باپ کے پاس خبر لائی گئی کہ ابن الرضا علیہ السلام

غمزدہ وعلیل ہیں، میرا باپ فوراً خلیفہ کے پاس گیا اور خلیفہ کو یہ خبر دی، خلیفہ نے اپنے معتمدین خاص میں سے پانچ افراد میرے باپ کے ساتھ بھیجے کہ جن میں سے ایک خادم نحریر تھا جو کہ خلیفہ کا خاص محرم راز تھا اور انہیں حکم دیا وہ مسلسل حضرت علیہ السلام کے مکان پر رہیں اور حضرت علیہ السلام کے حالات سے باخبر رہیں اور خلیفہ کو مطلع کریں اور ایک طبیب کو مقرر کیا کہ ہر صبح وشام حضرت علیہ السلام کے پاس جائے اور ان کے حالات پر مطلع رہے۔ دو دن بعد میرے باپ کے پاس خبر آئی کہ آپ علیہ السلام کی بیماری سخت ہوگئی ہے اور ان پر کمزوری کا زیادہ غلبہ ہوگیا ہے۔ پس میرا باپ صبح کو سوار ہو کر حضرت علیہ السلام کی خدمت میں گیا اور طبیبوں کو حکم دیا کہ ان سے دور نہ ہوں اور قاضی القضاۃ کو بلایا اور کہا کہ مشہور علماء میں سے دس افراد کو حاضر کرو جو ہمیشہ حضرت علیہ السلام کے ساتھ رہیں، یہ انتظام اس لیے کیا تھا تاکہ وہ زہر جو انہوں نے حضرت علیہ السلام کو دیا تھا وہ لوگوں کو معلوم نہ ہو اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کریں کہ حضرت علیہ السلام اپنی طبعی موت سے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اور یہ لوگ مستقل آپ علیہ السلام کے مکان میں رہے یہاں تک کہ ماہ ربیع الاول کے چند دن گزرنے کے بعد اس امام مظلوم علیہ السلام نے دارفنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی اور ستمگاروں اور مخالفین کے ظلم وجور سے رہائی حاصل کی۔

جب آپ علیہ السلام کی وفات کی خبر شہر سامرہ میں منتشر ہوئی تو شہر میں قیامت بپا ہوگئی اور تمام لوگوں کے نالہ وفغاں وشیون کی آواز بلند ہوگئی اور خلیفہ آپ علیہ السلام کے فرزند سعادت مند کی تلاش میں لگ گیا اور اس نے ایک گروہ کو معین کیا کہ وہ آپ علیہ السلام کے گھر کو گھیرے میں لیں اور تمام کمروں کی تلاشی لیں کہ شاید حضرت علیہ السلام کو پالیں اور دائیوں کو بھیجا کہ وہ آپ علیہ السلام کی کنیزوں کی جانچ کریں کہ شاید ان میں سے کوئی حاملہ ہو۔

پس ایک دائی کہنے لگی کہ آپ علیہ السلام کی کنیزوں میں سے ایک کنیز میں حمل کا احتمال ہے، خلیفہ نے نحریر کو متعین کیا کہ وہ اس کنیز کے حالات سے باخبر رہے، یہاں تک کہ اس بات کا صدق و کذب ظاہر ہو جائے۔ پھر آنجناب علیہ السلام کی تجہیز وتکفین کی طرف متوجہ ہوا، تمام اہل بازار کو معلوم ہوا تو چھوٹے بڑے حقیر وشریف تمام لوگ خدا کی اس برگزیدہ شخصیت کے جنازہ کے لیے جمع ہوگئے۔

میرا باپ جو کہ خلیفہ کا وزیر تھا، تمام وزراء، کتابت کرنے والے اور خلیفہ کے پیروکار، بنی ہاشم اور اولادِ علی علیہ السلام کے ساتھ مل کر اس امام علیہ السلام کی تجہیز میں حاضر ہوئے اور اس دن سامرہ لوگوں کے نالہ وشیون وگریہ کی وجہ سے صحرائے قیامت کی طرح تھا۔ جب لوگ آنجناب علیہ السلام کے غسل وکفن سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے ابوعیسیٰ کو بھیجا تاکہ وہ آپ علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھائے۔ جب آپ علیہ السلام کا جنازہ نماز کے لیے رکھا گیا تو ابوعیسیٰ حضرت علیہ السلام کے قریب آیا اور اس نے آپ علیہ السلام کے چہرہ مبارک سے کفن ہٹایا اور خلیفہ سے تہمت دور کرنے کے لیے علویان، ہاشمیان، امراء، وزراء، کتابت کرنے والے، قضاوت کرنے والے، علماء اور باقی اشراف واعیان کو قریب بلایا اور کہنے لگا آکے دیکھو کہ یہ حسن بن علی علیہما السلام، امام رضا علیہ السلام کے فرزند ہیں، جو اپنے بستر پر طبعی موت سے فوت ہوئے ہیں اور کسی نے انہیں کوئی آزار نہیں پہنچایا اور ان کی بیماری کے زمانے میں اطباء، قضات، معتمدین اور عدول سب حاضر تھے اور ان کے حالات سے مطلع تھے اور وہ اس چیز پر گواہی دیں گے۔ پھر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائی اور نماز کے بعد حضرت علیہ السلام کو ان کے باپ علیہ السلام کے پہلو میں دفن کر دیا اس کے بعد پھر خلیفہ آپ علیہ السلام کے فرزند کی جستجو وتلاش میں لگ گیا، کیونکہ اس نے سن رکھا تھا کہ آپ علیہ السلام کا فرزند پورے عالم پر غلبہ وفتح پائے گا اور اہل باطل کو ختم کر دے گا، چنانچہ جس قدر بھی تلاش کیا، حضرت علیہ السلام کا سراغ نہ پایا اور جس کنیز کے متعلق انہیں حمل کا احتمال تھا، تو دو سال تک اس کے حالات کی دیکھ بھال کرتے رہے یہاں تک کہ کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ بالآخر اہلسنت کے مذہب کے موافق آپ علیہ السلام کی میراث آپ علیہ السلام کی والدہ اور آپ علیہ السلام کے بھائی جعفر کذاب کے درمیان تقسیم کر دی۔ آپ علیہ السلام کی والدہ نے دعویٰ کیا کہ میں ان کی وصی ہوں اور قاضی کے سامنے یہ بات درجۂ ثبوت تک پہنچائی۔ پھر بھی خلیفہ آنجناب علیہ السلام کے فرزند کی تلاش میں لگا رہا اور جستجو سے دستبردار نہیں ہوا۔ اسی اثناء میں جعفر کذاب میرے باپ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ میرے بھائی کا منصب میرے سپرد کر دیں، میں قبالہ لکھ کر دیتا ہوں کہ سالانہ دو لاکھ طلائی دینار دیا کروں گا۔ میرا باپ یہ سن کر غضب ناک ہوا اور کہنے لگا: احمق! تیرے بھائی کا منصب ایسا نہیں جو مال وقبالے سے لیا جا سکے۔ کتنے ہی

سال گزر گئے ہیں کہ خلفاء نے تلواریں سونتی ہوئی ہیں اور لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور انہیں ڈراتے دھمکاتے ہیں تاکہ وہ تمہارے باپ اور بھائی کی امامت کے اعتقاد کو ترک کر دیں، لیکن خلفاء ایسا نہیں کرا سکے۔ اگر تو شیعوں کے نزدیک امامت کا رتبہ رکھتا ہے تو سب تیری طرف آئیں گے اور تجھے خلیفہ یا کسی اور شخص کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو ان لوگوں کے نزدیک یہ مرتبہ نہیں رکھتا تو پھر خلیفہ یا کوئی دوسرا شخص تجھے یہ رتبہ لے کر نہیں دے سکتا۔

جعفر کی ان باتوں سے میرے باپ نے اس کی بے عقلی، بے وقوفی اور عدم دیانت کو سمجھ لیا تو حکم دے دیا کہ پھر کبھی اسے اس کی نشست میں نہ آنے دیں۔ اس کے بعد اسے میرے باپ کی نشست میں آنے نہیں دیا گیا یہاں تک کہ میرا باپ فوت ہو گیا۔ خلیفہ اب تک ان کے بیٹے کی تلاش میں ہے، لیکن اسے ان کی کوئی خبر نہیں ملتی اور نہ ہی نہ ان تک دسترس حاصل کر سکتا ہے۔

ابن بابویہ نے سند معتبر کے ساتھ ابوالادیان سے روایت کی ہے کہ میں امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں جایا کرتا تھا اور آپ علیہ السلام کے خطوط مختلف شہروں میں لے جاتا تھا۔ پس اس بیماری میں کہ جس میں آپ علیہ السلام نے عالم بقاء کی طرف رحلت فرمائی، ایک دن مجھے بلوایا اور چند خطوط مدائن کے لیے تحریر کیے اور فرمایا کہ پندرہ روز کے بعد تم دوبارہ سامرہ میں پہنچو گے اور میرے گھر سے گریہ و زاری کی صدا سنو گے۔ اس وقت مجھے غسل دیا جا رہا ہوگا۔ ابوالادیان نے عرض کیا: مولا علیہ السلام! جب یہ غمناک واقعہ رونما ہو تو امر امامت کس کے سپرد ہوگا؟ فرمایا: جو شخص میرے خطوط کا جواب تجھ سے مانگے وہ میرے بعد امام ہے۔ میں نے عرض کیا: کوئی اور علامت بیان فرمائیے۔ فرمایا: جو شخص میری نماز جنازہ پڑھائے وہ میرا جانشین ہوگا۔ میں نے عرض کیا: کچھ اور فرمائیے۔ فرمایا: جو شخص یہ بتائے کہ تھیلی میں کیا ہے، وہ تمہارا امام ہے۔ ابوالادیان کہتا ہے کہ آپ علیہ السلام کی ہیبت مانع ہوئی کہ میں پوچھتا کہ کون سی تھیلی؟ پس میں باہر نکلا اور خطوط اہل مدائن تک پہنچائے اور جوابات لے کر واپس ہوا، جیسا کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

پندرہویں دن سامرہ میں وارد ہوا تو گریہ و بکا اور نالہ و فغاں کی آواز امام علیہ السلام کے مکانِ

منور سے بلند ہو رہی تھی۔ جب میں گھر کے دروازے پر پہنچا تو میں نے جعفر کذاب کو گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ شیعہ حضرات اس کے گرد جمع تھے، جو اسے اس کے بھائی کی وفات کی تعزیت اور اسے اس کی امامت کی مبارکباد دے رہے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہی امام ہے تو امامت کسی اور قسم کی ہوگئی ہے، یہ فاسق کس طرح امامت کی اہلیت رکھ سکتا ہے۔ کیوں کہ میں پہلے سے اسے جانتا تھا کہ وہ شراب پیتا تھا، قمار بازی کرتا تھا اور طنبورے بجاتا تھا۔ بہر حال آگے بڑھ کر میں نے بھی تہنیت کہی، لیکن اس نے مجھ سے کوئی سوال نہ کیا۔ اسی دوران عقید خادم باہر آیا اور جعفر سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کے بھائی کو کفن پہنایا جا چکا ہے۔ آؤ اور ان کی نماز جنازہ پڑھاؤ۔ جعفر کھڑا ہو گیا اور شیعہ بھی اس کے ہمراہ ہو گئے۔ جب ہم صحن خانہ میں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو کفن دے کر تابوت میں رکھ دیا گیا ہے۔ جعفر آگے بڑھا تا کہ اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھائے۔ جیسے ہی اس نے تکبیر کہنا چاہی تو ایک گندم گوں بچہ، گھنگریالے بالوں والا، جس کے نہایت ہی خوبصورت دانت تھے، چاند کے ٹکڑے کی مانند باہر آیا اور جعفر کی ردا کھینچ کر کہنے لگا: چچا! پیچھے ہٹو کیونکہ میں اپنے باپ کی نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ سزاوار ہوں۔ جعفر پیچھے ہٹ گیا اور اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔

وہ بچہ آگے کھڑا ہوا اور اس نے اپنے پدر بزرگوار کی نماز جنازہ پڑھی اور آنجناب علیہ السلام کو امام علی نقی علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوا اور فرمایا: اے بصری! ان خطوط کے جوابات مجھے دے دو، جو تمہارے پاس ہیں۔ میں نے وہ آپ علیہ السلام کے سپرد کر دیئے اور دل میں کہا کہ جو نشانیاں امام حسن عسکری علیہ السلام نے بتائی تھیں ان میں سے دو تو ظاہر ہو گئی ہیں اور ایک باقی رہ گئی ہے۔

میں باہر آ گیا۔ اس وقت حاجز وشا نے جعفر پر اتمام حجت کرنے اور یہ سمجھانے کے لئے کہ وہ امام نہیں ہے، پوچھا کہ یہ بچہ کون تھا؟ جعفر کہنے لگا: خدا کی قسم! میں نے اسے نہیں دیکھا اور نہ اسے پہچانا، پس اس اثناء میں اہل قم میں سے ایک گروہ آیا اور انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

کے حالات پوچھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کی وفات ہو چکی ہے تو پوچھا کہ اب امام کون ہے؟ لوگوں نے جعفر کی طرف اشارہ کیا۔ پس وہ اس کے قریب گئے، تعزیت و تہنیت کہی اور کہنے لگے کہ ہمارے پاس کچھ خطوط اور مال ہے، یہ بتاؤ کہ خطوط کن لوگوں کے ہیں اور مال کی مقدار کتنی ہے تا کہ ہم وہ تمہارے سپرد کر دیں؟ جعفر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: لوگ ہم سے علم غیب چاہتے ہیں۔ اسی وقت صاحب الامر علیہ السلام کی طرف سے ایک خادم باہر آیا اور اس نے کہا کہ تمہارے پاس فلاں شخص اور فلاں فلاں کے خطوط ہیں اور ایک تھیلی ہے کہ جس میں ہزار اشرفی ہے اور ان کے درمیان دس اشرفیاں ایسی ہیں کہ جن کا سونا گھسا ہوا ہے۔ اس گروہ نے وہ خطوط اور مال اس کے سپرد کیئے اور کہنے لگے کہ جس نے تجھے بھیجا ہے کہ تو یہ خطوط اور مال وصول کرے وہی امام زمانہ علیہ السلام ہے اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی مراد یہی تھیلی تھی۔

پس جعفر کذاب معتمد کے پاس گیا جو کہ اس زمانہ کا ناحق خلیفہ تھا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ معتمد نے اپنے خدمتگار بھیجے جنہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیز صیقل کو اپنی حراست میں لے لیا کہ ہمیں اس بچے کا پتہ بتاؤ۔ اس نے انکار کیا اور ان کا شک ختم کرنے کے لیے کہا کہ میں امام علیہ السلام سے حاملہ ہوں، اس لیے اسے ابن ابی شوارب قاضی کے سپرد کیا گیا تا کہ جس وقت بچہ پیدا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے۔ اس دوران عبداللہ بن یحیٰی وزیر مر گیا اور صاحب زنج نے بصرہ میں خروج کیا اور یہ لوگ اپنے حالات میں پریشان ہو گئے اور وہ کنیز قاضی کے گھر سے اپنے گھر واپس آ گئی۔

نیز سند معتبر کے ساتھ محمد بن حسن نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے جمعہ کے دن آٹھ ربیع الاول ۲۶۰ھ ہجری کو نماز صبح کے وقت دار بقاء کی طرف رحلت کی اور اس رات آپ علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے اہل مدینہ کی طرف کئی سارے خطوط تحریر فرمائے تھے۔ اس وقت آپ علیہ السلام کے پاس آنجناب علیہ السلام کی ایک کنیز کہ جسے صیقل کہتے تھے اور آپ علیہ السلام کا غلام کہ جس کا نام عقید تھا اور وہ ہستی کہ جس سے لوگ باخبر نہیں تھے یعنی صاحب الامر علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ عقید کہتا ہے کہ اس وقت امام حسن عسکری علیہ السلام نے وہ پانی مانگا جس کو مصطکی کے ساتھ ابالا گیا تھا۔

آپ علیہ السلام اسے پینا چاہتے تھے۔ جب ہم نے وہ پانی پیش کیا تو فرمایا کہ پہلے سادہ پانی لے آؤ تا کہ نماز پڑھ لوں۔ جب ہم پانی لے آئے تو آپ علیہ السلام نے ایک رومال اپنی گود میں بچھا کر وضو کیا اور صبح کی نماز ادا کی۔ آبِ مصطکی کا پیالہ ہاتھ میں لیا تا کہ پئیں لیکن انتہائی کمزوری اور شدت مرض کی وجہ سے آپ علیہ السلام کا ہاتھ کانپنے لگا اور پیالہ آپ علیہ السلام کے دندان مبارک سے ٹکرانے لگا۔ جب آپ علیہ السلام پی چکے تو صیقل نے پیالہ لے لیا اور اسی وقت آپ علیہ السلام کی روح عالم قدس کی طرف پرواز کر گئی۔ اکثر محدثین کا اتفاق ہے کہ آپ علیہ السلام کی شہادت آٹھ ربیع الاول ۲۶۰ھ ہجری کو ہوئی۔

شیخ طوسیؒ نے مصباح میں مذکورہ ماہ کی پہلی تاریخ بھی لکھی ہے اور اکثر کہتے ہیں کہ جمعہ کا دن تھا جب کہ بعض نے بدھ کا دن اور بعض نے اتوار کا بھی کہا ہے۔ اس وقت آپ علیہ السلام کی عمر کے انتیس سال گزر گئے تھے اور بعض نے اٹھائیس سال بھی کہے ہیں۔ آپ علیہ السلام کی مدت امامت تقریباً چھ سال تھی۔

ابن بابویہؒ اور دوسرے علماء نے فرمایا ہے کہ معتمد نے حضرت علیہ السلام کو زہر دے کر شہید کیا۔

کتاب عیون المعجزات میں احمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ ایک دن میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں گیا تو حضرت علیہ السلام نے سوال فرمایا: میرے بعد کے امام کے سلسلہ میں لوگ جس طرح کے شک وشبہ میں تھے اس وقت تمہاری کیا کیفیت تھی۔ میں نے عرض کیا: فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب میرے آقا کی ولادت کی خبر قم میں پہنچی، تو چھوٹے اور بڑے قم کے تمام شیعوں نے آنجناب علیہ السلام کی امامت کا اعتقاد کر لیا۔ اس پر امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ زمین کبھی بھی مخلوقات پر حجت خدا کے وجود سے خالی نہیں رہ سکتی۔ پس ۲۵۹ھ ہجری میں حضرت علیہ السلام نے اپنی والدہ ماجدہ کو حج پر بھیجا اور انہیں دوسرے سال کے لیے اپنی وفات کی خبر دی اور ان فتنوں کی جو آپ علیہ السلام کی وفات کے بعد واقع ہوں گے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام نے اسم اعظم الٰہی اور مواریث انبیاء علیہم السلام اور اسلحہ وکتبِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صاحب الامر علیہ السلام کے سپرد کیں اور آپ علیہ السلام کی مادر گرامی مکہ کی طرف روانہ ہو گئیں اور آنجناب علیہ السلام نے ماہ ربیع الثانی ۲۶۰ھ ہجری میں دنیا سے رحلت فرمائی اور سامرہ میں اپنے والد

بزرگوار علیہ السلام کے پہلو میں دفن ہوئے اور آپ علیہ السلام کی عمر شریف انتیس (۲۹) سال تھی۔

شیخ طوسیؒ نے اپنی سند سے ابوسلیمان داؤد بن غسان بحرانی سے روایت کی ہے کہ: میں نے ابوسہل اسماعیل بن علی نوبختی، جو تاریخ شیعہ کے علماء میں بغداد کے بزرگ متکلمین میں سے ایک تھے اور دین و دنیا میں صاحب جلالت تھے اور جنہوں نے کئی کتابیں تصنیف کی تھیں، جن میں سے **کتاب الانوار فی تاریخ الائمۃ الاطھار علیھم السلام** بھی ہے، کے پاس اس روایت کی قرائت کی: فرمایا کہ حضرت حجۃ بن الحسن علیہ السلام کی ولادت باسعادت سامرہ میں ۲۵۶ھ میں ہوئی۔ آپ علیہ السلام کی والدہ کا نام صیقل اور آپ علیہ السلام کی کنیت ابوالقاسم تھی اور اس کنیت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کا نام میرا نام اور اس کی کنیت میری کنیت ہے اور اس کا لقب مہدی ہے اور وہ حجت ہے اور امام منتظر اور صاحب الزمان علیہ السلام ہیں۔

ابوسہل نے فرمایا: کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں اس بیماری کے دوران گیا کہ جس میں آپ علیہ السلام نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ میں آپ علیہ السلام کے پاس تھا کہ آپ علیہ السلام نے اپنے خادم عقید (عقید سیاہ رنگ کا خادم تھا جو نوبہ کا رہنے والا تھا اور اس نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت کی تھی اور امام حسن عسکری علیہ السلام کو پالا پوسا اور بڑا کیا تھا) سے فرمایا: اے عقید! میرے لیے آب مصطکی کو اُبال دو۔ پس اس نے ابال دیا اور صیقل کنیز جو کہ حضرت حجۃ علیہ السلام کی والدہ ہیں، وہ اس پانی کو امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں لے آئیں۔ جب انہوں نے پیالہ حضرت علیہ السلام کے ہاتھ میں دیا اور اور آپ علیہ السلام نے اسے پینا چاہا تو آپ علیہ السلام کا ہاتھ لرزنے لگا اور پیالہ آپ علیہ السلام کے دانتوں سے ٹکرانے لگا تو آپ علیہ السلام نے پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور عقید سے فرمایا: اس کمرے میں جاؤ، وہاں ایک بچے کو سجدے کی حالت میں دیکھو گے، اسے میرے پاس لے آؤ۔

ابوسہل کہتا ہے کہ عقید کا کہنا ہے کہ میں اس شہزادے کو لانے کے لیے اندر گیا تو میری نگاہ ایک بچے پر پڑی جس نے اپنا سر سجدہ میں رکھا ہوا تھا اور انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی ہوئی تھی۔ میں نے آنجناب علیہ السلام کو سلام کیا تو آپ علیہ السلام نے نماز کو مختصر کیا اور جب نماز ختم کی تو میں نے

عرض کیا کہ میرے آقا وسردار فرما رہے ہیں کہ آپ علیہ السلام ان کے پاس تشریف لے چلیں۔ پس اسی اثناء میں ان کی والدہ صیقل آئیں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کے والد حسن علیہ السلام کے پاس لے گئیں۔ ابو سہل کہتا ہے کہ جب اس بچے نے امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر سلام کیا اور میں نے اس کی طرف نگاہ کی تو **واذا هو دری اللون وفی شعر رأسه قطط مفلج الاسنان** یعنی میں نے دیکھا کہ ان کا رنگ مبارک روشن و چمکدار ہے اور سر کے بال گھنگریالے ہیں اور ان کے دانتوں کے درمیان فاصلہ ہے کہ ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے نہیں۔ جیسے ہی امام حسن علیہ السلام کی نگاہ اس پر پڑی تو آپ علیہ السلام رونے لگے اور فرمایا: **یاسید اهلبیته اسقنی المآء فانی ذاهب الی ربی** یعنی اے اپنے اہل خانہ کے سردار مجھے پانی پلاؤ کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جا رہا ہوں، یعنی میری وفات قریب آچکی ہے۔ پس اس آقا زادے نے وہ پانی کا پیالہ جس کو مصطکی کے ساتھ ابالا گیا تھا، اپنے ہاتھ میں لیا اور آنجناب علیہ السلام کے لب ہائے مبارک کو کھولا اور انہیں پلایا۔ جب امام حسن عسکری علیہ السلام پانی پی چکے تو فرمایا مجھے نماز کے لیے تیار کرو۔ پس آپ علیہ السلام کے دامن پر رومال ڈالا گیا اور اس شہزادے نے اپنے والد گرامی کو ایک ایک دفعہ واجب مقدار میں وضو کرایا، پھر ان کے سر اور قدموں کا مسح کیا۔ پھر ان سے امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: کہ تمہیں بشارت ہو اے میرے بیٹے! کہ تم ہی صاحب الزمان علیہ السلام ہو اور تم مہدی ہو اور روئے زمین پر خدا کی حجت اور تم ہی میرے بیٹے ہو اور میں تمہارا باپ ہوں۔ تم محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہو اور تمہارے باپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تم خاتم ائمہ طاہرین علیہم السلام ہو اور تمہاری بشارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی اور تمہیں اپنا نام اور کنیت دی اور یہ عہد ہے میری طرف، میرے باپ کی طرف سے اور تمہارے آبائے طاہرین علیہم السلام کی طرف سے۔ **صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی اَهْلِ الْبَیْتِ رَبَّنَا اِنَّهُ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ.** پس اسی وقت امام حسن عسکری علیہ السلام نے وفات پائی۔ **صَلَوَاتُ اللهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن۔**

شیخ طوسی نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: سامرہ میں

میری قبر دونوں طرف کے لوگوں کے لیے بلاؤں اور عذاب الٰہی سے امان ہے۔

مجلسی اولؒ نے دونوں طرف کے لوگوں کا معنی سنی وشیعہ کیا ہے اور فرمایا ہے کہ آپ علیہ السلام کی برکت اپنوں اور غیروں پر محیط ہے، جیسا کہ کاظمین علیہما السلام کی قبریں، بغداد کی امان کا سبب ہیں۔ شیخ جلیل القدر علی بن عیسیٰ اربلی نے کتاب کشف الغمہ میں (جو کہ ۶۷۷ھ میں تالیف کی ہے) نقل کیا ہے کہ مجھ سے بعض اصحاب نے یہ واقعہ بیان کیا کہ مستنصر باللہ خلیفہ عباسی ایک سال سامرہ گیا اور عسکریین علیہما السلام کی زیارت کی اور جب ان دونوں اماموں کے روضہ مقدسہ سے باہر نکلا تو اپنے آباؤ اجداد و خلفاء وآل عباس اور اپنے خاندان کی قبروں کو دیکھنے کے لیے گیا اور ان کی قبریں ایک گنبد میں تھیں کہ جس کی طرف خرابی اور ویرانی نے رُخ کیا ہوا تھا اور ان پر بارش پڑی تھی اور ان کی قبروں پر پرندوں کی بیٹیں پڑی تھیں۔ علی بن عیسیٰ کہتا ہے کہ میں نے بھی ان قبروں کو اسی حالت میں دیکھا۔ یہ دیکھ کر مستنصر کو لوگوں نے کہا کہ آپ روئے زمین کے خلیفہ اور پوری دنیا کے بادشاہ ہیں اور آپ کا حکم اور امر عالم میں جاری ہے اور آپ کے آباؤ اجداد کی قبریں اس حالت میں ہیں کہ نہ کوئی ان کی زیارت کرتا ہے اور نہ کسی کے دل میں ان کا خیال آتا ہے اور نہ ان کے پاس کوئی ہے جو فضلات و کثافتوں کو ان سے دور کرے، اور ان علویین علیہم السلام کی قبریں اس خوبی و پاکیزگی کے ساتھ زیارت گاہ بنی ہوئی ہیں جیسا کہ آپ مشاہدہ کر رہے ہیں، پردے اور قندیلیں آویزاں ہیں اور فرش وفراش و خادم و شمع بخور وغیرہ کے ساتھ موجود ہیں۔ مستنصر کہنے لگا یہ امر آسمانی ہے، یعنی خدا کی طرف سے ہے اور یہ ہماری کوشش وجدوجہد سے حاصل نہیں ہوسکتا اور اگر ہم لوگوں کو اس کام پر مجبور کریں تو وہ قبول نہیں کریں گے اور زبردستی کی ہماری کوشش اس سلسلہ میں فائدہ مند ثابت نہیں ہوگی اور یہ اس نے سچ کہا تھا، کیونکہ اعتقادات قہر وغلبہ سے حاصل نہیں ہوتے اور اکراہ وجبر سے کسی میں اعتقاد پیدا نہیں کیا جاسکتا۔

چھٹی فصل

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے چند اصحاب کا تذکرہ

ا: احمد ابن اسحاق اشعریؒ:

شیخ جلیل القدر ابو علی احمد بن اسحاق بن عبداللہ بن سعد بن مالک الاحوص الاشعریؒ، ثقہ، رفیع القدر اور اہل قم کے جلیل القدر افراد میں سے ہیں۔ ان کا گھرانہ اور ان کے رشتہ دار، سبھی ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اصحاب اور بڑے محدثین میں سے ہیں اور اصحابِ حضرت صادق علیہ السلام اور اصحاب حضرت رضا علیہ السلام کی فصل میں ان میں سے چند افراد کا ذکر ہو چکا ہے، مثلاً عمران بن عبداللہ، عیسیٰ بن عبداللہ، زکریا بن آدم اور زکریا بن ادریس رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

احمد بن اسحاق نے حضرت امام جواد علیہ السلام اور حضرت امام ہادی علیہ السلام سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ حضرت امام عسکری علیہ السلام کے خاص اصحاب میں سے تھے اور انہیں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ملاقات کے شرف سے بھی نوازا گیا جیسا کہ انشاء اللہ چودھویں باب میں آئے گا۔ یہ اہلِ قم کے سردار تھے اور ان کے اور امام علیہ السلام کے درمیان رابطے کا ذریعہ بھی تھے۔ آپ امام علیہ السلام کے پسندیدہ سفیروں میں سے ہیں کہ جن کی مدح میں امام علیہ السلام کی جانب سے توقیع بھی آئی ہے۔ ربیع الشیعہ کا کہنا ہے کہ وہ مشہور وکلاء وسفراء میں سے ہیں۔

شیخ صدوق نے کمال الدین میں ایک طویل حدیث نقل کی ہے، جس کے آخر میں مذکور ہے کہ احمد نے سامرہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے اپنے کفن کے لیے ایک کپڑا مانگا۔ حضرت علیہ السلام نے تیرہ درہم اسے دیئے اور فرمایا کہ انہیں صرف اپنے ذاتی مصارف میں خرچ کرنا اور جو کچھ تم نے خواہش کی ہے وہ تم تک پہنچ جائے گا۔

شیخ جلیل سعد بن عبداللہ کا کہنا ہے کہ جب ہم حضرت علیہ السلام کی خدمت سے پلٹے اور حلوان

(کہ جو آج کل پلِ ذہاب کے نام سے معروف ہے) سے ابھی تین فرسخ دور تھے کہ احمد بن اسحاق کو بخار آ گیا اور وہ سخت بیمار ہو گئے، یہاں تک کہ ہم ان کی صحت سے مایوس ہو گئے۔ ہم نے حلوان پہنچ کر ایک سرائے میں قیام کیا۔ احمد نے فرمایا کہ آج رات مجھے تنہا رہنے دو اور تم سب اپنی رہائش گاہ میں چلے جاؤ۔ ہر شخص اپنی قیام گاہ کی طرف چلا گیا۔ صبح کے قریب مجھے ان کی صحت کی فکر لاحق ہوئی۔ آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ مولا ابو محمد علیہ السلام کا خادم کافور کہہ رہا ہے: **احسن اللہ بالخیر عزاکم و جبر بالمحبوب رزیتکم،** یعنی خدا تمہاری عزا کو بہتر قرار دے اور تمہاری مصیبت کی محبوب چیز سے تلافی کرے (یہ وہ دعائیہ الفاظ ہیں جو تعزیت کے وقت کہے جاتے ہیں)۔ پھر کہنے لگا: ہم تمہارے ساتھی یعنی احمد کے غسل و کفن سے فارغ ہو چکے ہیں۔ پس اٹھ کر اسے دفن کرو، بیشک وہ تم سب میں سے قربِ خداوندی کی وجہ سے تمہارے آقا کے ہاں زیادہ عزیز ہے۔ یہ کہہ کر وہ ہماری نظروں سے غائب ہو گیا۔

حلوان وہ جگہ ہے جو پلِ ذہاب کے نام سے معروف ہے کہ جو کرمانشاہ سے بغداد کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ہے۔ اس بزرگ کی قبر اس بستی کی نہر کے قریب جنوب کی طرف تقریباً ہزار قدم کے فاصلے پر ہے۔ اس قبر پر بوسیدہ سی تعمیر موجود ہے اور وہاں کے رہنے والے بلکہ اہل کرمانشاہ اور وہاں آنے جانے والے ثروت مندوں کی بے ہمتی اور عدم معرفت کی وجہ سے یہ قبر مبارک بے نام و نشان رہ گئی ہے اور شاید ہزار میں سے ایک شخص بھی اس بزرگوار کی زیارت کے لیے نہیں جاتا، حالانکہ اس شخص کے ساتھ کہ جس کے لیے امام علیہ السلام اپنے خادم کو طیّ الارض کے ذریعے کفن دے کر تجہیز و تکفین کے لیے بھیجیں اور قم کی مشہور مسجد کو آنجناب علیہ السلام کے حکم سے بنائیں اور جو کئی سال تک اس علاقہ میں آپ علیہ السلام کی طرف سے وکیل رہا ہو، زیادہ بہتر سلوک ہونا چاہیے اور اس کی قبر کو مزار قرار دینا چاہیے تاکہ صاحبِ قبر کی برکت اور اس کی وساطت سے فیوضِ الٰہیہ تک پہنچ سکیں۔

۲: احمد بن محمد بن مطہر رضی اللہ عنہ

احمد بن محمد بن مطہر رضی اللہ عنہ وہ ہیں کہ جنہیں شیخ صدوق رحمہ اللہ نے صاحبِ ابی محمد علیہ السلام کے لفظ سے تعبیر

کیا ہے۔ ہمارے شیخ نے مستدرک کے خاتمہ میں فرمایا ہے کہ لفظ صاحب سے صرف یہ مراد نہیں کہ وہ حضرت عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے، بلکہ جو کچھ ہمارے لیے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علیہ السلام کے ذاتی امور کو انجام دیا کرتے تھے اور آپ علیہ السلام کے کاموں میں ان تک رسائی رکھتے تھے اور یہ بات ان کے اس عالی مرتبے کی طرف اشارہ ہے جو بہت بلند ہے۔

ایک ثقہ راوی، علی بن الحسین مسعودی نے اثبات الوصیة میں حمیری سے اور انہوں نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے احمد! میرے بعد کے امام کے سلسلہ میں لوگ جس طرح کے شک وشبہ میں تھے اس وقت تمہاری کیا کیفیت تھی؟ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! جب ہمیں وہ خط ملا کہ جس میں ہمارے آقا یعنی حضرت حجۃ علیہ السلام کی ولادت کی خبر تھی تو ہم میں سے کوئی مرد و عورت ایسا نہیں تھا کہ جو صاحب عقل ہو اور وہ حق کا قائل نہ ہوا ہو۔ حضرت حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ زمین کبھی حجت خدا میں سے کسی حجت سے خالی نہیں رہتی۔ پھر حضرت علیہ السلام نے ۲۵۹ھ ہجری میں اپنی والدہ کو حج پر جانے کا امر کیا اور ۲۶۰ھ ہجری میں ہونے والے واقعے کی یعنی اپنی وفات کی خبر دی کہ ۲۶۰ھ ہجری میں ہوگی اور حضرت صاحب الامر علیہ السلام کو بلوایا اور اسم اعظم، مواریث اور اسلحہ ان کے سپرد کیا۔ اس وقت ان کی والدہ، امام صاحب الامر علیہ السلام کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ ابو علی احمد بن محمد بن مطہر، اس کاروان کے کاموں کے متولی اور منتظم تھے۔ یہ لوگ جب ایک منزل پر پہنچے تو اعراب کے ایک قافلے کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ قافلے والوں نے انہیں شدید خوف اور پانی کی کمی کی خبر دی۔ اس پر اکثر لوگ واپس آ گئے مگر جو لوگ صاحب الامر علیہ السلام کے ساتھ تھے وہ صحیح سالم رہے۔ ایک روایت ہے کہ انہیں حضرت عسکری علیہ السلام کا فرمان پہنچا کہ وہ آگے جائیں اور پلٹ کر واپس نہ آئیں۔

ظاہر ہے کہ جس شخص کو امام علیہ السلام اس طولانی سفر میں اپنے اہل خانہ کے امور پر قائم و منتظم قرار دیں کہ جن میں ان کی اپنی والدہ ہوں اور وہ ہستی بھی ہو کہ جو ان کی مثل ہے، تو وہ شخص وثاقت و

امانت وفطانت کے لحاظ سے بلند مقام ہونا چاہیے۔

اوراس روایت سے اس خبر کا اجمال واضح ہو جاتا ہے جو الکافی میں ابومحمد علیہ السلام کی ولادت کے باب میں ان کی اسناد سے ابوعلی مطہری سے ہے کہ انہوں نے قادسیہ سے حضرت علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ جس میں لوگوں کا واپس پلٹ جانا بیان کیا تھا اور یہ کہ پیاس کا خوف ہے تو حضرت علیہ السلام نے تحریر فرمایا: تم جاؤ تمہارے لیے کوئی خوف وخطر نہیں ہے انشاء اللہ، پس وہ صحیح وسالم چلے گئے۔ والحمد للہ رب العالمین.

۳: ابوسہل اسماعیل بن علی بن اسحاق بن ابوسہل بن نوبخت۔

بغداد کے امامیہ متکلمین کے شیخ اور گروہ نوبختیہ کے بزرگ تھے اور اپنے زمانے میں دین ودنیا میں بزرگی وجلالت رکھتے تھے۔ وکلاء کی طرح کی حیثیت رکھتے تھے اور بہت سی کتب کے مصنف ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب **الانوار فی تاریخ الائمة الاطهار علیهم السلام** ہے۔

ابن ندیم نے اپنی کتاب **فهرست** میں کہا ہے کہ اس شیخ نے بہت سی کتابیں جمع کر رکھی تھیں اور بہت سے نسخے اپنے ہاتھ سے لکھے تھے اور ان کی تصنیفات وتالیفات علم کلام وفلسفہ وغیرہ میں بہت ہیں۔ علم فلسفہ کے ناقلین کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوتی تھی مثلاً ابوعثمان دمشقی واسحاق وثابت وغیرہ۔

ابوالحسن سوسنجری جو حمدونی کے لقب سے مشہور ہیں اور جن کا نام محمد بن بشر تھا اور جنہوں نے امامت کے موضوع پر کتابِ **انفاذ** لکھی ہے، ان ہی کے غلاموں میں سے ہیں۔

مؤلف کہتا ہے کہ مذکورہ محمد بن بشر صلحاء اور تابندہ اصحاب اور متکلمین میں سے تھے اور یہ وہی شخص ہیں کہ جنہوں نے پچاس حج پاپیادہ کیئے تھے۔

ابوسہل، ابومحمد حسن بن موسیٰ نوبختی فلسفی صاحبِ کتاب **الفرق** کے ماموں ہیں۔

ابوسہل کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ امام زمانہ علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہو چکے ہیں،

جیسا کہ حضرت عسکری علیہ السلام کی وفات کے ذکر میں ان کی خبر گزر چکی ہے۔

حسین حلاج کی رسوائی:

یہ شیخ جلیلؒ، حلاّج کی رسوائی کا سبب بنے، کیونکہ حلاج نے سمجھا کہ وہ ابوسہل کو بھی دوسرے لوگوں کی طرح دھوکہ دے جائے گا اور حیلہ و بہانہ سے انہیں بھی اپنے دام فریب میں پھنسا لے گا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ چونکہ ابوسہل لوگوں میں بلند مرتبہ ہے اور علم و ادب و عقل و دانش کے ساتھ لوگوں میں مشہور ہے، اگر وہ اس کے دام میں پھنس گیا تو کمزور قسم کے لوگ اور عوام اس کے گرویدہ ہو جائیں گے۔ یہ سوچکر اس نے ابوسہل کو خط لکھا اور اسے اپنی طرف دعوت دی اور اظہار کیا کہ میں صاحب الزمان علیہ السلام کا وکیل ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تجھے دعوت دوں، مبادا اس امر میں تجھے شک و شبہ ہو۔ ابوسہل جب اس کے خط کے مضمون سے مطلع ہوئے تو اسے پیغام بھیجا کہ اگر تو صاحب الزمان علیہ السلام کا وکیل ہے تو ضروری ہے کہ تیرے پاس دلائل و براہین ہوں، میں اب تجھ پر ایمان لانے کے لیے ایک چھوٹی سی چیز کی خواہش کرتا ہوں تاکہ وہ تیری دعوت کی گواہ اور شاہد ہو اور وہ آسان چیز یہ ہے کہ میں کنیزوں کو دوست رکھتا ہوں اور اس وقت میرے پاس چند کنیزیں ہیں کہ جن کے وصال سے لطف اندوز ہوتا ہوں لیکن چونکہ میرے سر اور چہرے پر بڑھاپے کے آثار ہیں، لہٰذا میں مجبور ہوں کہ ہر ہفتے خضاب لگاؤں تاکہ اپنے بالوں کی سفیدی ان سے چھپاؤں، کیونکہ اگر وہ میرے بالوں کی سفیدی دیکھ لیں گی تو مجھ سے کنارہ کشی اختیار کر لیں گی اور میرا وصال ہجر سے بدل جائے گا اور روز تاباں شب تاریک ہو جائے گا۔ پس اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو میری داڑھی کو سیاہ کر دو تاکہ دوبارہ میں خضاب کا محتاج نہ رہوں، اس وقت میں تمہارے مذہب میں داخل ہو جاؤں گا اور لوگوں کو بھی تمہاری طرف دعوت دوں گا۔

جب یہ پیغام حلاج کو ملا تو وہ سمجھ گیا کہ اس کا تیر نشانہ پر نہیں بیٹھا اور اس اظہار میں رسوا ہو گیا ہے، لہٰذا دوبارہ ابوسہل کو جواب نہ لکھا اور نہ کوئی قاصد اس کے پاس بھیجا۔ ابوسہل اس کے بعد اس چیز کو مجالس و محافل میں بیان کرتا تھا اور اس کو لوگوں میں ذلیل کرتا اور اس کی کارکردگی کا پردہ

فاش کر دیتا اور اسے رسوا کرتا اور لوگوں کو اس کے دام فریب سے چھڑوا تا رہتا تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: جب تم میرے بعد اہل بدعت و شک کو دیکھو تو ان سے برائت و بیزاری کا اظہار کرو اور ان کو زیادہ برا بھلا کہو ان کا تذکرہ کرتے رہو اور ان کے عیوب کو ظاہر کرو اور اچانک ان کو اپنی گرفت میں لے لو، انہیں حیران و سرگردان کر دو اور انہیں لا جواب کر دو تا کہ وہ اسلام میں فساد کرنے کی طمع و آرزو نہ رکھیں اور لوگ ان سے ڈریں اور ان کی بدعتیں نہ سیکھیں۔ خداوند عالم اس کی وجہ سے تمہارے نامہ اعمال میں حسنات اور نیکیاں لکھے گا اور آخرت میں اس چیز کی وجہ سے تمہارے درجات بلند کرے گا۔

۴: محمد بن صالح ہمدانیؒ:

محمد بن صالح بن محمد ہمدانی دہقانؒ جو امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب اور ناحیۂ مقدسہ کے وکلاء میں سے ہیں۔

شیخ مفیدؒ نے ان سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب میرے بابا فوت ہو گئے اور معاملہ میری طرف پلٹا اس وقت میرے بابا کے ذمہ مال غریم کی کچھ وصولی تھی۔

شیخ مفیدؒ فرماتے ہیں مال غریم اس زمانے کے شیعوں کے درمیان ایک طے شدہ رمز تھا، جسے وہ آپس میں پہچانتے تھے اور حضرت علیہ السلام کو اس لفظ (غریم) سے تقیہ کے طور پر خطاب کرتے تھے۔

پس میں نے والد کی وفات کے بعد حضرت علیہ السلام کی خدمت میں ان کے اموال کے بارے میں خط لکھا، تو حضرت علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جن سے وصولی باقی ہے، ان سے مطالبہ کرو اور میں نے ان لوگوں سے مطالبہ کیا تو سب نے مال ادا کر دیئے سوائے ایک شخص کے کہ جس کے بارے میں تحریر تھا کہ اسے چار سو اشرفی دینی ہوگی۔

میں اس کے پاس گیا اور اس مال کا اس سے مطالبہ کیا تو اس نے دینے میں ٹال مٹول کیا اور اس کے بیٹے نے میری توہین کی اور نہایت ہی بدسلوکی کا مظاہرہ کیا۔ میں نے اس کی شکایت

اس کے باپ سے کی، وہ کہنے لگا: تو کیا ہوا؟ یعنی اتنی سی توہین سے کیا ہوتا ہے۔ تو میں نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور اس کی ٹانگ پکڑ کر اسے مکان کے وسط میں گھسیٹ لیا۔ اس کا بیٹا اسی وقت گھر سے باہر نکلا اور اہل بغداد سے فریاد کرنے لگا اور چلانے لگا کہ قمی رافضی نے میرے باپ کو قتل کر دیا۔ اس پر ان میں سے بہت سے لوگ میرے گرد جمع ہو گئے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور میں نے کہا اے اہل بغداد بڑا اچھا کام کیا تم نے کہ ظالم کی طرف داری کر رہے ہو اور اسے اس مسافر مظلوم پر مسلط کر رہے ہو کہ جس نے اس سے قرض لینا ہے، میں اہل ہمدان کے اہلسنت میں سے ہوں اور یہ شخص مجھے قم کی طرف نسبت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ رافضی ہے اور چاہتا ہے کہ میرا حق ضائع کرے اور مجھے نہ دے۔

جب اہل بغداد نے یہ سنا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور چاہا کہ اس کی دُکان میں داخل ہو جائیں، میں نے انہیں روکا، پس اس شخص نے حساب نامہ منگوایا اور مطلق قسم کھائی کہ وہ یہ مال ابھی ادا کر دے گا، پس میں نے اس سے مال لے لیا۔

ہم پروردگارِ متعال کی بارگاہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام کے وسیلے سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب کو صراط مستقیم پر قائم و دائم فرمائے اور دنیا و آخرت میں اہلبیت کرام علیہم السلام کی مودت کے ساتھ متمسک رکھے۔ آمین۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

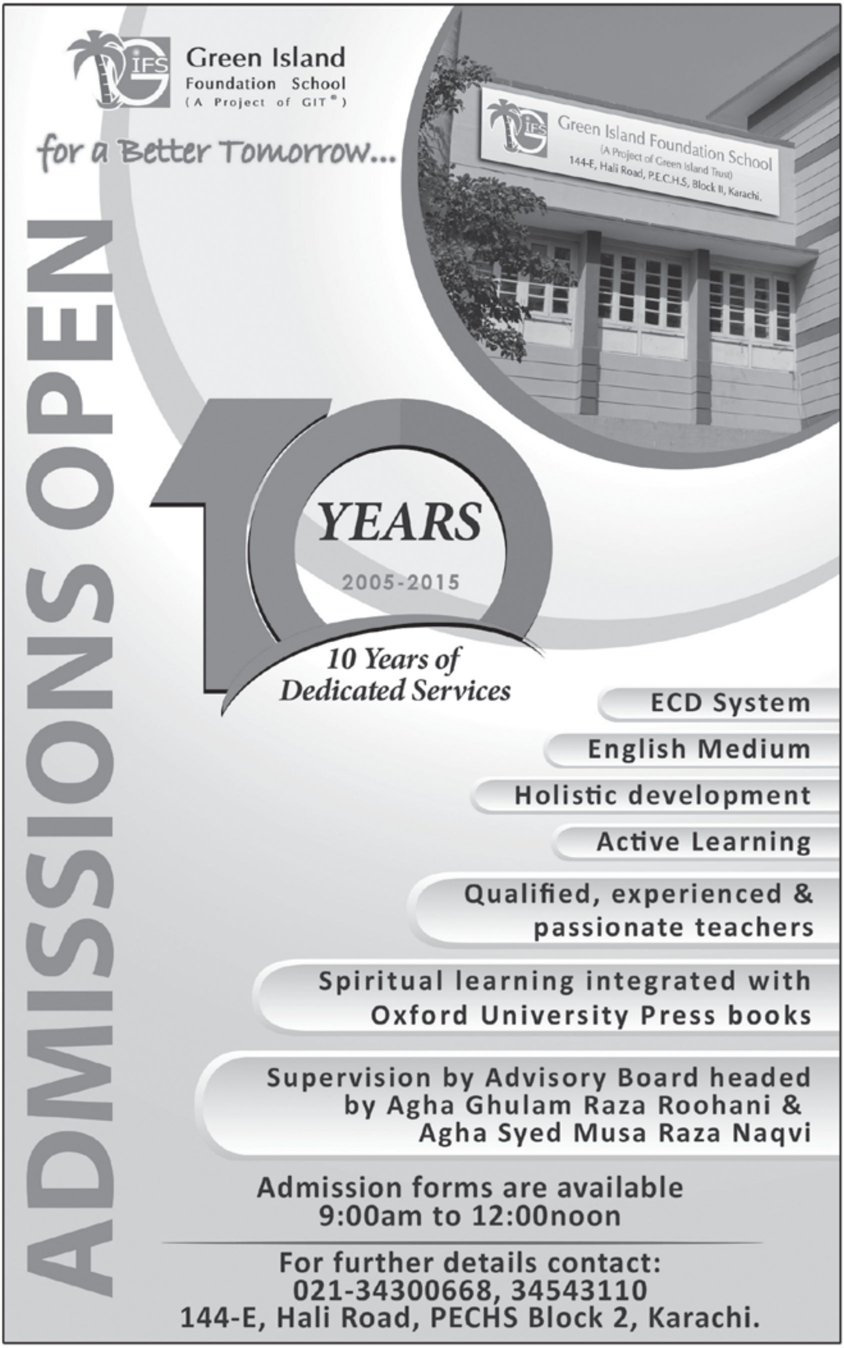

Green Island
Foundation School
(A Project of GIT®)
for a Better Tomorrow...
Green Island Foundation School
(A Project of Green Island Trust)
144-E, Hali Road, P.E.C.H.S, Block II, Karachi.
ADMISSIONS OPEN
YEARS
2005-2015
10 Years of
Dedicated Services
ECD System
English Medium
Holistic development
Active Learning
Qualified, experienced &
passionate teachers
Spiritual learning integrated with
Oxford University Press books
Supervision by Advisory Board headed
by Agha Ghulam Raza Roohani &
Agha Syed Musa Raza Naqvi
Admission forms are available
9:00am to 12:00noon
For further details contact:
021-34300668, 34543110
144-E, Hali Road, PECHS Block 2, Karachi.

قواعد وضوابط

۱۔ اس کتابچے میں موجود سوالنامے کے جوابات اسی کتابچے کے مطابق وصول کیے جائیں گے۔

۲۔ شرعاً صرف وہی افراد اس مقابلہ میں حصہ لینے کے اہل ہیں جو خود مطالعہ کر کے جواب نامہ پُر کریں۔

۳۔ ترغیب مطالعہ پروگرام میں شمولیت کی اہلیت: کم از کم بارہ سال کی عمر کے لڑکے اور لڑکیاں۔

۴۔ دیئے گئے جوابات میں سے مناسب ترین جواب پر نشان لگائیں لہٰذا ایک سے زائد جواب پر نشان ہونے کی صورت میں جواب غلط شمار ہوگا۔

۵۔ صحیح جوابات دینے والے افراد میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے والے کو بالترتیب مندرجہ ذیل انعامات دیئے جائیں گے۔

خصوصی انعامات

پہلا انعام: LED
دوسرا انعام: Android Tablets
تیسرا انعام: Gold Coin
چوتھا و پانچواں انعام: Cash Prize Rs.2500/-

نوٹ:

(۱) ایک سے زائد خصوصی انعام کے حقدار ہونے کی صورت میں انعامات بذریعہ قرعہ اندازی تقسیم کئے جائیں گے۔

(۲) مندرجہ بالا خصوصی انعامات مرد و خواتین میں علیحدہ علیحدہ تقسیم کئے جائیں گے۔

(۳) تمام شرکاء کو ہر صحیح جواب پر ۱۰ روپے بطور انعام دیئے جائیں گے اور ہر غلط جواب پر Negative Marking کی جائے گی۔ لہٰذا مثلاً دس جوابات صحیح اور دو غلط ہوئے تو آٹھ جوابات صحیح تصور کئے جائیں گے۔

۶۔ مقابلہ میں شامل ہونے کی فیس مبلغ 50 روپے ہے جو مقالہ حاصل کرتے وقت ادا کرنا ہوگی۔

۷۔ یہ کتاب ہماری ویب سائٹ www.youth.greenislandtrust.org سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

۸۔ کتابچے کے بغیر، فقط جواب نامے کی تصدیق شدہ کاپی 30 روپے فیس کے ساتھ حاصل کی جاسکتی ہے۔

۹۔ بیرون پاکستان رہنے والے مؤمنین Email پر رابطہ کریں۔ giyf@greenislandtrust.org

۱۰۔ کتابچہ ۲۲ فروری ۲۰۱۶ء سے ۲۱ مارچ ۲۰۱۶ء تک ان سینٹرز سے حاصل اور جمع کروایا جاسکتا ہے:

الف) GIYF (صبح ۱۰ سے رات ۱۰ روزانہ سوائے اتوار)

ب) محمد علی بک ڈپو۔ سولجر بازار (صبح ۱۱ سے رات ۹ روزانہ سوائے اتوار)

ج) رحمت علی بک ڈپو۔ کھارادر (صبح ۱۰ سے رات ۸ روزانہ سوائے اتوار)

د) مدرسہ القائم۔ انچولی (0334-3102169)

ذ) انتظارِ نور۔ جعفر طیار سوسائٹی، ملیر (0333-3778738)

ر) مسجد وحدت المسلمین، چشتی نگر (0312-9743508)

۱۱۔ پہلی مرتبہ اس کتاب کی رومن اردو بھی پی ڈی ایف کی صورت میں ہماری ویب سائٹ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

۱۲۔ نتائج کا اعلان اور تقسیمِ انعامات کا پروگرام ۳، اپریل ۲۰۱۶ء بروز اتوار منعقد کیا جائے گا۔

۱۳۔ ۱۶، اپریل ۲۰۱۶ء تک انعامات وصول نہ کیے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۱۴۔ کتابچہ جمع کراتے وقت اپنے ''ب'' فارم/ شناختی کارڈ یا اسکول رپورٹ کارڈ/ فیس سلپ کی اصل یا فوٹو کاپی ضرور ساتھ لے کر آئیں۔

Teachers Required

GIFS requires practicing shia ithna asheri,

*experienced and qualified **Male / Female Teachers** for*

Pre-primary, Primary & Secondary classes.
Fresh candidates having passion to join
teaching career may also apply.
Interested individuals are advised to email their resume.

Green Island
Foundation School
(A Project of GIT)

144/E, Hali Road, P.E.C.H.S., Block II, Karachi.
021-34300668, 021-34543110 greenislandschool@gmail.com

سوالات

۱۔ جبل کی طرف نہ جاؤ۔ یہ جملہ کس نے کس سے کہا؟
الف) امام علیہ السلام نے علی سے　　ب) امام علیہ السلام نے محمد سے
ج) غلام نے علی سے　　د) غلام نے محمد سے

۲۔ احمد بن اسحاق اشعری وہ شخصیت ہیں:
الف) جنہوں نے قم کی مشہور مسجد کو امام علیہ السلام کے حکم سے بنایا
ب) جو امام علیہ السلام کے خاص اصحاب میں سے ہیں
ج) جنہیں ایک مرتبہ امام علیہ السلام نے ملنے کی اجازت نہیں دی تھی
د) تینوں صحیح

۳۔ ''آؤ اور ان کی نماز جنازہ پڑھا دو''۔ یہ جملہ کس نے کس سے کہا؟
الف) عقید نے جعفر سے　　ب) جعفر نے عقید سے
ج) خلیفہ نے جعفر سے　　د) تینوں غلط

۴۔ امام علیہ السلام کے فرمان کے مطابق، لوگوں کی جرأت بڑھ جاتی ہے:
الف) بحث و مباحثہ کرنے سے　　ب) تکبر کرنے سے
ج) مذاق کرنے سے　　د) تینوں صحیح

۵۔ شیخ مفیدؒ کے زمانے میں ''مالِ غریم'' تقیہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا:
الف) مالِ امام علیہ السلام کے لئے　　ب) قرض کے لئے
ج) دونوں صحیح　　د) دونوں غلط

۶۔ حدیث کے مطابق خلافِ ادب ہے:

الف) جاہل کی تربیت نہ کرنا   ب) احمق سے دوستی کرنا

ج) دونوں صحیح   د) دونوں غلط

۷۔ جعفر سے متعلق کس نے سوال کیا؟

الف) اشعریین نے   ب) ابا بکر نے

ج) امام حسن عسکری علیہ السلام نے   د) تینوں غلط

۸۔ کن کو صاحبِ ابی محمد علیہ السلام کے لفظ سے تعبیر کیا گیا:

الف) احمد بن اسحاق   ب) احمد بن محمد

ج) محمد بن صالح   د) ابوسہل

۹۔ ابوسہل:

الف) حمدونی کے لقب سے مشہور ہیں   ب) جنہوں نے کتابِ انفاذ لکھی ہے

ج) جنھوں نے پچاس حج پا پیادہ کئے   د) تینوں غلط

۱۰۔ گیارہویں ساعت کی دعا میں ''جن کا امتحان ایک سرکش حیوان کے ذریعے کیا گیا۔'' یہ جملہ اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف جس میں:

الف) نحریر نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو درندوں کے سپرد کیا

ب) امام حسن عسکری علیہ السلام نے سواری کو رام کیا

ج) دونوں صحیح

د) دونوں غلط

۱۱۔ صحیح جملے کا انتخاب کریں:

الف) اسحاق کندی کی کتاب ''تناقض القرآن'' کے نام سے چھپی

ب) اسحاق کندی لوگوں سے ہمیشہ کنارہ کش رہتا تھا

ج) اسحاق کندی نے قرآن کو اس کے اصلی معنی کے علاوہ کسی اور معنی میں لیا تھا

د) تینوں صحیح

۱۲۔ ابراہیم بن اسماعیل جرجانی، وہ صحابی ہیں:

الف) جن کو امام علیہ السلام نے جزائے خیر کی دعا دی تھی

ب) جن کو امام علیہ السلام نے حق کا پیروکار کہا

ج) دونوں صحیح

د) دونوں غلط

۱۳۔ جرجان میں جب امام علیہ السلام تشریف لائے تو سب سے پہلے سوال کی ابتداء کی:

الف) جعفر بن شریف نے
ب) جس کی آنکھیں خراب ہو گئی تھی

ج) دونوں صحیح
د) دونوں غلط

۱۴۔ ابو محمد علیہ السلام کے زیادہ مشہور القاب:

الف) عسکری
ب) زکی

ج) دونوں صحیح
د) دونوں غلط

۱۵۔ صلت بن شریف کون تھے؟

الف) جن کے پیدا ہونے کی خبر امام عسکری علیہ السلام نے دی تھی

ب) جعفر بن شریف کے بیٹے تھے

ج) امام علیہ السلام کے چاہنے والوں میں سے تھے

د) تینوں صحیح

۱۶۔ روایت کے مطابق: چنے ہوئے نیکوکار لوگوں میں قرار پائے گا جو:

الف) اہلبیت علیہ السلام کی مدد سے قاصر ہو
ب) ہمیشہ دشمن پر لعنت کرنے والا
ج) دونوں صحیح
د) دونوں غلط

۱۷۔ صحیح جملہ منتخب کریں:

الف) خلیفہ کی بیماری میں دس علماء کو بلایا
ب) امام علیہ السلام کی بیماری میں خلیفہ نے قاضی القضاۃ کو بلانے کا حکم دیا
ج) امام علیہ السلام کی بیماری میں علماء نے قاضی القضاۃ کو بلایا
د) امام علیہ السلام کی بیماری میں قاضی القضاۃ نے دس علماء کو حاضر کیا

۱۸۔ خداوند عالم نامہ اعمال میں حسنات اور نیکیاں لکھے گا اور آخرت میں درجات بلند کرے گا جب:

الف) اہل بدعت وشک سے برأت و بیزاری کا اظہار کیا جائے
ب) اہل بدعت کو لاجواب کیا جائے
ج) جب اہل بدعت کو حیران وسرگرداں کیا جائے
د) تینوں صحیح

۱۹۔ بختیشوع:

الف) طبیبِ متوکل تھا
ب) امام عسکری علیہ السلام کا خادم تھا
ج) راہب تھا
د) تینوں صحیح

۲۰۔ امیر المومنین علیہ السلام کی حدیث کے مطابق سخت ترین گناہ:

الف) شراب ہے
ب) وہ ہے جہاں گناہگار، گناہ کو چھوٹا سمجھے
ج) دونوں صحیح
د) دونوں غلط

۲۱۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کی مشہور تاریخ ولادت:

الف) آٹھ ربیع الثانی　　ب) چار ربیع الثانی

ج) دس ربیع الثانی　　د) تینوں صحیح

۲۲۔ حدیث کے مطابق ''حوض کوثر پر نہیں جا سکے گا۔''

الف) چوری کرنے والا　　ب) سادات کو برا بھلا کہنے والا

ج) نشہ آور چیز پینے والا　　د) تینوں صحیح

۲۳۔ گناہانِ محقرات یعنی:

الف) حقیر اور معمولی گناہ

ب) وہ گناہ جو چیونٹی کے سنگ خارا پر رات کی تاریکی میں حرکت کرنے سے زیادہ مخفی ہے

ج) دونوں صحیح

د) دونوں غلط

۲۴۔ خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے:

الف) اگر سیّد کو حقیر سمجھا　　ب) اگر سیّد کی اہانت کی

ج) دونوں صحیح　　د) دونوں غلط

۲۵۔ حدیث کے مطابق:...... اگر حد سے بڑھ جائے تو ...... ہے:

الف) بخشش۔ فضول خرچی　　ب) احتیاط۔ خوف

ج) بہادری۔ تہور و بے باکی　　د) تینوں صحیح

۲۶۔ ...... نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی فصد کھولی:

الف) فطرس　　ب) بختیشوع

ج) راہبِ دیرِ عاقول　　د) تینوں غلط

۲۷۔ حدیث کے مطابق جو گناہوں کو چھوڑ دے وہ:

الف) سب سے بڑا متقی ہے   ب) سب سے بڑا زاہد ہے

ج) سب سے بڑا عابد ہے   د) تینوں غلط

۲۸۔ صحیح جملے کا انتخاب کریں:

الف) معتمد نے جعفر کو امام حسن عسکری علیہ السلام کی خاطر رہا کیا

ب) جعفر نے امام علیہ السلام کے حق میں تقصیر اور خیانت کی تھی

ج) معتمد نے صرف امام علیہ السلام کی رہائی کا حکم دیا تھا

د) تینوں صحیح

۲۹۔ ابراہیم بن محمد خزری کہاں کے رہائشی تھے؟

الف) مدینہ   ب) آبہ

ج) طبرستان   د) تینوں غلط

۳۰۔ اگر اپنے آپ کو ادب سکھانا چاہو تو کافی ہے کہ:

الف) دوسروں کو ناپسند کرو   ب) دوسروں سے اجتناب کرو

ج) برے کاموں کو مکروہ سمجھو   د) تینوں غلط

GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES

Green Island

Developmental & Educational Services

(A Project of GIT*)

Let us be the becon to acquire knowledge & wisdom

Coaching

- Under Matric (Classes 5-10)
- 1st Year - 2nd Year (Comm.)
- B.Com Part 1 and Part 2
- O' & A' Level

Experienced Faculty

* ST.Joseph College for Women.
* Toronto School of Academic Excellence.
* Aisha Bawani Academy
* West Minister School

For Boys Only

Co-curricular Activities

Summer Camp | Learn with Fun

English Conversation | Educational Feild Trip

Contact Timing: 7:00pm till 10:00pm

021-32253606 | 0336-2783491

GIYF / GIDES, Near Fatimiyah Community Centre (Ghusal Khana)
Opp.Zainab Panjwani Hospital, Karachi.

*Condition Apply.

GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES

Bridal Project
Wedding & Party Dresses
GET YOUR DRESSES ON RENT
Attending a Formal Event? Getting Married?? Need an Outfit???
GIWW is providing this service for all community. Let us help you dress-up the way you want to look.
Added Attraction: Quality Sherwani and Suits for bride grooms are also available for rent at amazing rates
OUR RATES
Bride & Groom Dresses: Rs.1,500/- to Rs.5,000/-
Party Outfits: Rs.500/- to Rs.1,500/-
For Queries
(Contact Timing 10:30am to 12noon)
0331-8955701
giwwpk@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرتِ امام حسن عسکری علیہ السلام

Reg No. ________

رجسٹریشن فارم

نام:____________________ ولدیت/شوہر:____________________

Name In English ____

عمر:_____ DD MM YY جنس: MALE FEMALE سینٹر کا نام:__________________

موبائل نمبر:____________________ ای میل ایڈریس:__________________

مکمل پتہ:____

میں نے کتابچے میں دیئے گئے قواعد وضوابط کو پڑھ لیا ہے اور ان پر عمل کروں گا/کروں گی۔

____________________ ____________________

دستخط امیدوار دستخط والد/سرپرست

For Office Use

نام:____________________ ولدیت/شوہر:____________________

تاریخِ وصول:______________ سینٹر کا نام:______________________

____

دستخط و مُہر

نوٹ:

۱) نتائج کے اعلان کے ایک ہفتے بعد تک انعامات وصول نہ کیئے گئے تو ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

۲) انعامات وصول کرنے کے لئے اس Slip کو ساتھ لانا لازمی ہے۔

جواب نامہ

Reg No. ________

سوال	الف	ب	ج	د	سوال	الف	ب	ج	د
۱					۱۶				
۲					۱۷				
۳					۱۸				
۴					۱۹				
۵					۲۰				
۶					۲۱				
۷					۲۲				
۸					۲۳				
۹					۲۴				
۱۰					۲۵				
۱۱					۲۶				
۱۲					۲۷				
۱۳					۲۸				
۱۴					۲۹				
۱۵					۳۰				

FEED BACK FORM

۱۔آپ کے خیال میں کوئز کا یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے؟ ☐ ہاں ☐ نہیں

۲۔ سوالنامہ کتنے سوالوں پر مشتمل ہونا چاہیئے؟ ☐ ۳۰ ☐ ۴۰

۳۔کوئز بک کے سال میں کتنے شمارے ہونے چاہئیں؟

جواب: ____

۴۔ اب تک ہونے والے کوئز پروگرامز میں سے کونسا کوئز زیادہ پسند آیا؟

جواب: ____

۵۔ آپ کے خیال میں کوئز کے لئے کون سے موضوعات زیادہ ضروری ہیں؟

جواب: ____

____

۶۔ آپ کو اطلاع دینے کا طریقہ: ☐ بذریعہ sms یا آپ کے خیال میں: ____________________

۷۔ اپنی رائے کا اظہار کریں۔

جواب: ____

____

____

Short Courses

Green Island
Developmental & Educational Services
(A Project of GIT*)

BECOME A COMPUTER EXPERT

LEARN Java™ PROGRAMMING

COURSE OUTLINE

- Projects
- Quizzes
- Assignments
- Basics of Java
- Android Basics
- Advanced Java
- Reporting in Java
- Database Designing
- Programming Basic Structures
- Database Development - MySQL
- Desktop Application using Swings

COMMENCING FROM 2ND WEEK OF FEBRUARY

BASIC & INTERMEDIATE Photography

COURSE OUTLINE

- Depth of Field
- Aperture Settings
- ISO Camera Setting
- Shutter Speed Settings
- Light & the Human Eye
- Light & the Photographer
- Basic Editing via Lightroom
- Composition & Rules of Photography
- Exposure: Aperture, Shutter Speed & ISO

Life is like a camera
FOCUS
on what's important & you'll
CAPTURE
IT PERFECTLY

under the supervision of

MUHAMMAD HANI & RAZA LILANI

For Registration Contact Us On

Contact Timing
7:00pm till 10:00pm

Contact Number
021-32253606
0336-2783491

Email
gidespk@gmail.com
hani.raza.abdullah@gmail.com

Address
GIDES, Opp.Zainab Panjwani Hospital, Numaish, Karachi.

Facebook
gideseducation

EDUCATION
& LEARNING
FOR ALL
FREE TRIAL
2 DAYS
Memorization
Arabic Language
Tajweed
Quran / Qaida
Diniyat
Masail e Fiqh
ACCA
O/A Level
English
ACCA
O & A Level
English Language
Online Class Packages
Weekend Package
1 Hour
Best For Adults
3 days/week Package
40 Minutes
5 days/week Package
25 Minutes
Best For Kids
Worldwide
Pakistan
Australia
UAE
Arabic Language
Duration (2 Months)
USD 100
PKR 4500/month
PKR 9000 Total
AUD 120
AED 330
Quran/Qaida/Diniyat
USD 5/Hour
PKR 3000 /month
AUD 7/Hour
AED 15/Hour
Masail-e-Fiqah
USD 6/Hour
PKR 4000 /month
AUD 8/Hour
AED 20/Hour
Tajweed
USD 6/Hour
PKR 4000 /month
AUD 8/Hour
AED 20/Hour
Green Island
Online Teachings
+92 331-246-1426
giot.teacher admin
+92 331-246-1426
+92 321-921-5255
Email: giot@greenislandtrust.org | www.onlineteachings.greenislandtrust.org
For ACCA O/A Level
Please contact
b/w 8 PM to 11 PM
Sir Qasim Sharif
+92 300 287 4941

WORLD TRAVEL MAKERS
License # 3469
IATA
کاروان حرمین
License # 3941
KARWAN E HARMAIN
عمرہ 12 دن
GROUP 1
10-Feb-2016
روانگی
05-Mar-2016
GROUP 2
$ 890
Adult
AZADARI PACKAGE
عراق 10 دن
روانگی
20-Feb-2016
$ 790
Adult
(FULL BY AIR)
عراق ایران
18 دن
20-Feb-2016
روانگی
$ 1250
Adult
AYAM E FATIMIYAH(S)
ایران 10 دن
روانگی
05-Mar-2016
$ 790
Adult
RAJAB PACKAGES
عمرہ
$ 890
Adult
عراق ایران
$ 1250
Adult
عراق
$ 890
Adult
شعبان
خصوصی گروپز
عمرہ
عراق
ایران عراق
TEL # 92-21-32791970 / 32791971 / 32791972 / 34383340 / 34383344
0345-8911111
0331-2508434
0302-8203000
0332-1333312
کاروان حرمین
Find us on FACEBOOK / KARWANEHARMAIN
Find us on FACEBOOK / WORLDTRAVELMAKERS

Trusted Name
(+92)332-4727211
(+92)321-3641896
piranicatering.webs.com
Pirani Caterers
Pirani's Deal
Lunch Deal -1
1 Biryani 1 Drink
1 Salaad 1 Raita
Personal Deal (Night)
1 Tikka 2 Paratha
Lunch Deal -2
2 Biryani 2 Drink
2 Salaad 2 Raita
Deal For 2 (Night)
1 Tikka
1 Plate Boti / Kabab
4 Paratha Cold Drink
Lunch Family Deal
4 Biryani(Double)Cold Drink
2 Salaad 2 Raita
Kaboti Deal (Night)
3 Plate Kabab /Boti
6 Pratha Cold Drink
Roll Deal (Night)
Reshmi Kabab / Beef Kabab/
Chiken Boti / Beef Boti
Buy 2 Get 1 Free
Family Deal (Night)
3 Tikka 1 Plate Boti
1 Plate Kabab
6 ParathaCold Drink
Shop#1, Fatima Residency Adjacent Sarwat Photo Studio,
Soldier Bazar#2, Karachi.